عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۵ | ۴/۱۰ جمادی الثانی ۱۴۲۷ھ مطابق یکم تا ۷/اگست ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۲۵

قیمت روپے

جو گوئی راہِ نجات

توہینِ رسالت کے ملزم کو بے جا رعایت

غیروں کے ساتھ رسولِ اکرمؐ کا سلوک

صنفِ نازک
تہذیب و تمدن کے آئینہ میں

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

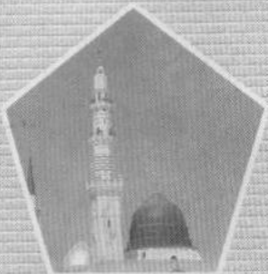

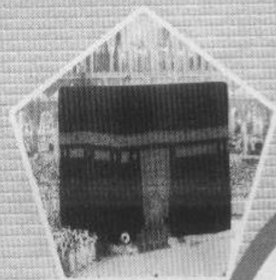

آپ کے مسائل

ایک مسجد کو آباد کرنے کیلئے دوسری مسجد کو شہید کرنا:

س:......ایک قدیم مسجد جو چاروں طرف سے درختوں، باغات سے ڈھکی ہوئی ہے علاقہ انتہائی گرم، گرمی ناقابل برداشت، حتی کہ مقتدیوں نے کہا کہ ہم گرمی میں نماز پڑھنے نہیں آئیں گے، مسجد کسی طرف سے بڑھائی بھی نہیں جاسکتی، تو کیا سو قدم کے فاصلہ پر مسجد ثانی کا بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو ظاہر ہے دونوں مسجدوں میں جماعت نہیں ہوسکتی، تو پھر قدیم مسجد کو منہدم کردیں یا بند کردیں؟

ج:......ایک مسجد کا دوسری مسجد کے لئے انہدام قصداً جائز نہیں ہے، البتہ دوسری مسجد مذکورہ بالا ضرورت کے تحت بنا سکتے ہیں، لیکن اس کو آباد کرنے کے لئے پہلی مسجد کو منہدم نہیں کیا جاسکتا۔

صبح صادق سے طلوع آفتاب تک نفل نماز ممنوع:

س:......نماز فجر کی دو رکعت سنت ادا کرنے کے بعد اگر جماعت میں کچھ یا زیادہ وقت باقی ہو تو کچھ لوگ مسجد میں نوافل وغیرہ جن کی تعداد مقرر نہیں، صرف وقت پورا ہونے تک ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کیا فجر کی نماز کی سنت اور فرض کے درمیان دیگر نفل نمازوں کی ادائیگی کا یہ طریقہ صحیح ہے؟

ج:......صبح صادق کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ اور نفل پڑھنا ممنوع ہے۔ قضا نماز پڑھ سکتے ہیں، مگر وہ بھی لوگوں کے سامنے نہ پڑھیں۔

نماز اشراق کا وقت کب شروع ہوتا ہے:

س:......ہماری مسجد میں اکثر اشراق کی نماز کے وقت پر جھگڑا ہوتا ہے، بعض حضرات سورج نکلنے کے پانچ منٹ بعد نماز پڑھ لیتے ہیں، جبکہ بعض اعتراض کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ پورا سورج پندرہ منٹ بعد نکلتا ہے، اس لئے پورے پندرہ منٹ بعد نماز کا وقت ہوتا ہے، آپ فرمائیں کہ اشراق کی نماز کا وقت سورج نکلنے کے کتنی دیر بعد شروع ہوتا ہے؟

ج:......سورج نکلنے کے بعد جب تک دھوپ زرد رہے، نماز مکروہ ہے، اور دھوپ کی زردی کا وقت مختلف موسموں میں کم و بیش ہوسکتا ہے، عام موسموں میں پندرہ، بیس منٹ میں (زردی) ختم ہوتی ہے، اس لئے اتنا وقفہ ضروری ہے۔ جو لوگ پانچ منٹ بعد نماز شروع کردیتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔ البتہ بعض موسموں میں دس منٹ بعد زردی ختم ہوجاتی ہے۔ پس اصل مدار زردی کے ختم ہونے پر ہے۔

توفیق کی دعا مانگنے کی حقیقت:

س:......توفیق کی تشریح فرمادیجئے؟ دعاؤں میں اکثر خدا سے دعا کی جاتی ہے کہ فلاں کام کرنے کی توفیق دے، مثال کے طور پر ایک شخص یہ دعا کرتا ہے کہ اللہ مجھے نماز پڑھنے کی توفیق دے، مگر وہ صرف دعا ہی پر اکتفا کرتا ہے اور دوسروں سے یہ کہتا ہے کہ جب مجھے توفیق ہوگی تب میں نماز شروع کروں گا، اس سلسلے میں وضاحت فرمادیجئے تاکہ ہمارے بھائیوں کی آنکھوں پر پڑا ہوا توفیق کا پردہ اتر جائے۔

ج:......توفیق کے معنی ہیں کسی کار خیر کے اسباب من جانب اللہ مہیا ہوجانا، جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے تندرستی عطا فرما رکھی ہے اور نماز پڑھنے سے کوئی مانع اس کے لئے موجود نہیں، اس کے باوجود وہ نماز نہیں پڑھتا، بلکہ صرف توفیق کی دعا کرتا ہے، وہ درحقیقت سچے دل سے دعا نہیں کرتا، بلکہ نعوذ باللہ دعا کا مذاق اڑاتا ہے، ورنہ اگر وہ واقعی اخلاص سے دعا کرتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ نماز سے محروم رہتا۔

ہفت روزہ ختمِ نبوّة

جلد:۲۵ شمارہ:۲۵ ۴/۱۰ جمادی الثانی ۱۴۲۷ھ مطابق یکم تا ۷/ جولائی ۲۰۰۶ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیبِ پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہدِ اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- علامہ احمد میاں حمادی
- صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
- صاحبزادہ طارق محمود
- مولانا بشیر احمد
- مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
- مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان
قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میئو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

توہینِ رسالت کے ملزم کو بے جا رعایت	اداریہ	۴
غیروں کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک	اشتیاق احمد قاسمی	۶
حق گوئی......راہِ نجات	ڈاکٹر عبدالخالق	۹
صنفِ نازک......تہذیب وتمدن کے آئینہ میں	سیّد امجد علی حیدر آبادی	۱۳
'محمد رسول اللہ' کا قادیانی تصور	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	۱۸
خبروں پر ایک نظر	ادارہ	۲۱

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زرتعاون اندرونِ ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توہین رسالت کے ملزم کو بے جا رعایت

قادیانیوں کو ملک میں جس قدر آئینی اور ماورائے آئین مراعات فراہم کی گئی ہیں، ان کا تذکرہ اکثر و بیشتر ان صفحات پر کیا جاتا رہا ہے۔ قانون ساز اداروں سے لے کر قانون نافذ کرنے والے اداروں تک ہر جگہ ان کے ہم دم و ہم ساز اور مونس و غم خوار موجود ہیں، جو ہر وقت ان پر ہونے والے فرضی مظالم کا رونا روتے رہتے ہیں اور انہیں ہر ممکن امداد پہنچانے کی فکر میں سرگرداں رہتے ہیں۔

توہین رسالت اور قادیانیت لازم و ملزوم ہیں، قادیانیت کی بنیاد ہی توہین رسالت پر رکھی گئی ہے اور اس کا خمیر گستاخیٔ رسول سے گوندھا گیا ہے، گزشتہ دنوں ملک میں ڈنمارک، ناروے اور دیگر ممالک میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کا مسئلہ اٹھا، جس پر پوری امت مسلمہ کی طرح پاکستان کے مسلمانوں نے بھی بھرپور احتجاج کیا، اس اندوہناک واقعہ کا غبار ابھی چھٹنے بھی نہ پایا تھا کہ ملک میں موبائل فون کے ذریعہ توہین آمیز پیغامات کی ترسیل کا سلسلہ چل نکلا، جس میں ایس ایم ایس کے ذریعہ توہین رسالت پر مشتمل پیغامات ایک موبائل فون سے دوسرے موبائل فون پر بھیجے جانے لگے، جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اس کی اطلاع ملی تو اس کے خلاف فوراً اقدامات اٹھائے گئے، چنانچہ کراچی میں خورشید احمد نامی شخص جس کے موبائل پر ایسے دو پیغامات موصول ہوئے تھے، سے رابطہ کیا گیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی معیت میں بحیثیت مدعی انہوں نے توہین آمیز پیغام بھیجنے والے کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی، اس ایف آئی آر میں ساہیوال کے نواحی گاؤں میں رہنے والے منور احمد کو ملزم نامزد کیا گیا جو مبینہ طور پر قادیانی ہے۔ پولیس نے از خود کارروائی کرتے ہوئے قمر ڈیوڈ نامی ایک شخص کو گرفتار کرلیا اور اس کو بھی اس کیس میں ملزم کی حیثیت دی لیکن اس کا ریمانڈ تک نہیں لیا گیا اور جیل کسٹڈی کر دیا گیا۔ بعد ازاں ملزم منور احمد کو گرفتار کر کے کراچی لایا گیا، لیکن پولیس نے اسے بے جا مراعات فراہم کیں اور دورانِ تفتیش اسے رہا کر دیا۔ ملزم کی بے جا رہائی کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے عدالت میں درخواست دائر کی، جس پر متعلقہ عدالت نے ایکشن لیتے ہوئے پولیس کو بعض ہدایات جاری کیں۔ اس حوالہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے درج ذیل پریس ریلیز جاری کیا:

''توہین رسالت کے ملزم کی پولیس کی جانب سے رہائی کے خلاف دائر کردہ درخواست پر کارروائی

سیشن جج ساؤتھ نے احکامات جاری کئے کہ ملزم کو 26 جون کو عدالت کے روبرو پیش کیا جائے

ملزم نے اپنے موبائل فون سے مدعی کے موبائل فون پر توہین آمیز ایس ایم ایس پیغام بھیجا

کراچی (پ ر) سیشن کیس 379/2006 میں توہین رسالت کے نامزد ملزم منور احمد کی پولیس کی جانب سے رہائی کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وکیل منظور احمد میؤ راجپوت ایڈووکیٹ کی دائر کردہ درخواست پر کارروائی کرتے ہوئے سیشن جج ساؤتھ محترمہ فرزانہ اقبال نے متعلقہ تفتیشی افسر کو احکامات جاری کئے ہیں کہ توہین رسالت کے کیس میں نامزد ملزم کو 26 جون 2006 کو عدالت کے روبرو پیش کیا جائے اور کیس کی تمام پولیس کارروائی بھی عدالت میں پیش کی جائے۔ تفصیلات کے مطابق

ملزم منور احمد نے اپنے موبائل فون سے مدعی مقدمہ خورشید احمد کے موبائل فون پر توہین آمیز ایس ایم ایس پیغام بھیجا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؓ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا گیا تھا، جس پر مدعی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مشترکہ کارروائی کرتے ہوئے صدر تھانہ میں منور احمد کے خلاف زیر دفعہ 295-A، 295-C اور 298-A ایف آئی آر نمبر 127/2006 درج کرائی۔ پولیس نے ملزم قمر ڈیوڈ کو گرفتار کیا' اس سے موبائل کی سم (SIM) برآمد کی اور ساتھ ہی ساتھ ملزم منور احمد کو بھی گرفتار کیا لیکن پولیس نے تفتیش کے دوران ہی ملزم منور احمد کو رہا کر دیا۔ اس رہائی کے خلاف مدعی نے درخواست دائر کی۔ مدعی کے وکیل منظور احمد میؤ راجپوت ایڈووکیٹ نے عدالت میں یہ موقف اختیار کیا کہ منور احمد اور قمر ڈیوڈ دونوں نے مل کر یہ گستاخانہ توہین آمیز ایس ایم ایس بھیجے ہیں' منور احمد اس مقدمہ میں نامزد ملزم ہے اور اس کے خلاف ثبوت کے طور پر بہت سی گواہیاں بھی موجود ہیں' اس لئے پولیس نے ملزم کو بد دیانتی سے جان بوجھ کر رعایت دی اور دفعہ 169 کے تحت چھوڑ دیا جو کہ غلط ہے' منور احمد کے خلاف استغاثہ کے چار گواہوں نے بیانات ریکارڈ کروائے ہیں جن میں گواہان نے یہ بات کہی ہے کہ منور احمد کے نام سے ہی موبائل کمپنی میں اس فون نمبر کا ریکارڈ موجود ہے جس سے توہین آمیز ایس ایم ایس بھیجے گئے اور منور احمد ہی کے نام سے ایف آئی آر درج کروائی گئی ہے' لہٰذا ملزم منور احمد اور قمر ڈیوڈ دونوں نے مل کر پلاننگ کے تحت یہ توہین آمیز پیغام بھیجے ہیں' اس لئے منور احمد کو بھی ملزم نامزد کیا جائے۔ منظور احمد میؤ راجپوت ایڈووکیٹ نے مزید کہا کہ پولیس نے ملزم قمر ڈیوڈ کو 24 مئی 2006 کو گرفتار کیا اور 25 مئی کو اسے متعلقہ جوڈیشل مجسٹریٹ کے روبرو ریمانڈ کے لئے پیش کیا' لیکن اس ریمانڈ پیپر میں ایف آئی آر میں نامزد ملزم منور احمد کی گرفتاری یا عدم گرفتاری کا کوئی تذکرہ موجود نہیں تھا' حالانکہ نامزد ملزم کو اگر گرفتار نہ کیا گیا ہو تو ریمانڈ پیپر میں اس کی عدم گرفتاری ظاہر کرنا ضروری ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پولیس کی شروع ہی سے یہ کوشش تھی کہ ملزم منور احمد کو بے جا رعایت دی جائے۔ اس پر سیشن جج ساؤتھ محترمہ فرزانہ اقبال نے متعلقہ تفتیشی افسر کو احکامات جاری کئے کہ توہین رسالت کے کیس میں نامزد ملزم منور احمد کو 26 جون 2006 کو عدالت کے روبرو پیش کیا جائے اور کیس کی تمام پولیس کارروائی بھی عدالت میں پیش کی جائے۔''

اس موقع پر ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ پولیس کا اس قسم کے ماورائے آئین اقدامات کے ذریعہ قادیانیوں کو غیر قانونی مراعات فراہم کرنا آئین اور قانون کی خلاف ورزی اور اسلام اور پاکستان سے غداری کے مترادف ہے' کیا پاکستان کو قادیانیت کے فروغ و تحفظ کے لئے قائم کیا گیا تھا؟ پاک دامن مسلم خواتین نے اپنی عصمتیں اس لئے لٹائی تھیں کہ ملک میں قادیانیت کا راج ہو؟ لاکھوں افراد نے بے گھر ہونا اس لئے گوارا کیا تھا کہ مرزائیوں کو ڈھیل دی جائے اور ان کے غیر قانونی' اسلام دشمن اور توہین رسالت پر مشتمل اقدامات کو قانون نافذ کرنے والے ادارے تحفظ فراہم کریں؟ اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے' تو ہم یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ پولیس نے ملزم منور احمد کو آخر کیوں رہا کیا؟ پولیس کے اس اقدام نے اس کی کارکردگی اور وابستگی پر ایک ایسا سوالیہ نشان لگا دیا ہے' جس کی وضاحت ارباب اقتدار اور محکمہ پولیس کے کارپردازوں کے ذمہ ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ توہین رسالت جیسے سنگین جرم میں قادیانیوں کے ملوث ہونے کا ثبوت ملنے کے بعد ان کے خلاف کارروائی حکومت کا آئینی و قانونی فریضہ ہے۔ حکومت کو ایسے افراد کو جلد سے جلد اور سخت سے سخت سزا دے کر ملک کو انتشار و انارکی میں مبتلا ہونے سے بچانا چاہئے' یہی آئینی تقاضا اور عوامی مطالبہ ہے' جس کا جلد از جلد پورا کیا جانا ملکی اور قومی مفاد میں ہے۔

☆☆..............................☆☆

غیروں کے ساتھ

رسول اکرم ﷺ کا سلوک

اشتیاق احمد قاسمی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سارے مسلمانوں کے لئے تو نمونۂ عمل ہے ہی' پر غیروں کے لئے بھی اس میں کچھ کم درس نہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس جس طرح ایثار وقربانی' تحمل و بردباری' تواضع وانکساری میں اپنی مثال آپ ہے' اسی طرح شجاعت و بہادری' استقلال و ثبات قدمی اور وقار وتمکنت میں بھی آپ کا کوئی مثیل ونظیر نہیں' آپ نے خوش خلقی' زندہ دلی' شگفتہ مزاجی' صدق وصفا' شرم و حیا' صبر وشکر' رحم وکرم اور عفو ودرگزر کا جو نمونہ انسانیت کو عنایت فرمایا ہے' وہ عمل کرنے کے لئے ہے' تاریخ کے صفحات کی زینت بنانے کے لئے نہیں' انسان کو انسانیت کی معراج پر پہنچانے کے لئے بس آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنت پر عمل کرنا کافی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنوں سے تو محبت و شفقت کے ساتھ پیش آتے ہی تھے' غیر بھی آپ کے رحم وکرم اور عفو ودرگزر سے محروم نہ رہے' احادیث کی کتابوں میں یہ روایت ملتی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو بستر سے آہستہ سے دروازہ کھولتے تھے ایسا اس لئے کرتے کہ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نیند میں خلل نہ آئے۔'' (مسلم)

خادم دربار نبوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ گواہی دیتے ہیں کہ جب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو اس وقت میری عمر صرف آٹھ برس کی تھی' اس کے بعد دس سال تک خدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل رہا' لیکن اس پوری مدت میں کسی کام کے خراب ہونے پر آپؐ نے کبھی اُف بھی نہ کہا اور نہ یہ کہا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟ وہ کام کیوں نہیں کیا؟ (مشکوٰۃ)

یہ تو اپنوں کی بات تھی' غیروں بلکہ دشمنوں کے ساتھ بھی آپؐ نے نہایت ہی رحمدلانہ اور عفو ودرگزر سے بھرپور سلوک کیا ہے' جس کی گواہی غیروں نے بھی دی ہے۔

زخم کھا کے بھی جس نے دعا دی:

اُحد کا میدان ہے' لات ومنات کے پجاریوں سے جنگ ہو رہی ہے' دشمنانِ خدا زمین پر اکڑ رہے ہیں ''اللہ واحد'' کہنے والوں کا صفایا کرنے کے لئے اکٹھا ہو گئے ہیں۔ رسولِ رحمت عالم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کے پیاسے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ مسعود ان کے لئے سب سے بڑی نفرت کی چیز ہے' ایمان وکفر کی فیصلہ کن جنگ ہو رہی ہے' اتنے میں ایک شقی نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دیا' چہرۂ انور زخمی ہو گیا' خود کے دو حلقے رخسارِ مبارک میں گھس گئے اور اتنے اندر اتر گئے کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے بمشکل انہیں دانتوں سے نکالا اسی میں ان کے دانت بھی کام آ گئے' چہرۂ انور سے مسلسل خون جاری تھا' درد وکرب سے بے چین تھے' اسی اثناء میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ سے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! کاش آپؐ ان بدبختوں کے لئے بددعا فرما دیتے' تاکہ یہ اپنے کیفرِ کردار تک پہنچ جاتے'' لیکن قربان جایئے اس ذات پر کہ جس نے سب کے جواب میں ارشاد فرمایا:

''میں لعنت وبددعا کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں' بلکہ راہ راست پر بلانے کے لئے آیا ہوں' اور خدا نے مجھے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'' اس کے بعد آپؐ نے دعا فرمائی: ''بارِالٰہ! میری قوم کو بخش دے اور ان کو راہِ راست کی ہدایت فرما' کیونکہ یہ مجھے جانتی نہیں۔'' (شفا ص:۷۴)

جانی دشمن کے ساتھ آپؐ کا سلوک:

ہجرت کے چوتھے سال غزوۂ ذات الرقاع پیش آیا' اس موقع سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سے الگ ہو کر ایک درخت کے سائے تلے آرام فرما رہے تھے' دشمن خدا غورث بن حارث آ دھمکا اور قتل کے ارادے سے تلوار سونت لی' اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی' اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخانہ سوال کیا: اب بتا' میرے ہاتھ سے تجھے کون بچا سکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے نہایت اطمینان سے جواب دیا: اللہ! اب رعب نبوت کہئے یا قدرت خداوندی سمجھئے، واقعہ یہ ہوا کہ تلوار دشمن خدا کے ہاتھ میں تھم نہ سکی، زمین پر گر گئی۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی تلوار اٹھائی اور دریافت کیا: اب تو بتا! تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ دشمن خدا کو خدا کی قدرت پر کہاں یقین تھا؟ اس نے کہا: کوئی نہیں، البتہ آپ عمدہ بدلہ لینے والے اور عفو و درگزر کرنے والے ہیں، آپؐ نے اس جانی دشمن کو معاف کر دیا، آپ کے عفو و درگزر سے بہت متاثر ہوا، بعض روایتوں میں آتا ہے کہ جب وہ اپنی قوم میں گیا تو لوگوں سے کہا کہ: ”میں روئے زمین پر بسنے والوں میں سب سے بہترین ذاتِ اقدس کے پاس سے آیا ہوں۔“ بالآخر یہی قصہ اس کے اسلام لانے کا سبب بنا۔

سفر میں بدسلوکی کرنے والے اعرابی کے ساتھ آپؐ کا سلوک:

خادم دربارِ نبوت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر زیب تن فرمائی تھی، جس کی کور موٹی تھی، ایک اعرابی آ دھمکا اور چادر کا کنارہ پکڑ کر اس زور سے جھٹکا دیا کہ چادر کی کور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن اور شانوں پر نشان پڑ گئے، آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے بدویانہ لہجے میں کہا:

”خدا کا دیا ہوا مال جو تیرے پاس ہے، اس میں سے میرے دونوں اونٹوں پر لاد دے، اور یہ بھی سن لے کہ جو کچھ تو مجھے دے گا وہ تیرا یا تیرے باپ کا مال نہیں۔“

اس بدوی کی تلخ نوائی کو بھی آپ نے دامن عفو میں جگہ دی اور خاموش رہے، اسے صرف اتنا کہا کہ: ”بے شک مال تو اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں“ مگر اے اعرابی! تو بتا کیا تیرے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے جو تو نے میرے ساتھ کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! آپ نے پوچھا: کیوں نہیں؟ اس نے بے باک ہو کر کہا: اس لئے کہ تو برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتا، یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسی آ گئی اور آپؐ نے حکم دیا کہ: اس کے ایک اونٹ پر جو اور ایک پر کھجوریں لاد کر دیدی جائیں۔

ایک بدکلام یہودی کے ساتھ آپؐ کا سلوک:

زید بن سعنہ یہودی سے کسی موقع سے آپ نے قرض لیا تھا اور واپسی کی ایک تاریخ متعین تھی، لیکن وہ مقررہ تاریخ سے تین دن پہلے ہی قرض کا تقاضا کرنے آ گیا اور گستاخانہ انداز میں شانۂ مبارک سے چادر کھینچتے ہوئے بدزبانی شروع کر دی، کہنے لگا کہ: تم بنی عبدالمطلب بڑے نادہندہ اور وعدہ خلاف ہو، اس کی بدکلامی پر برابر رسالت مآبؐ مسکرا رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہیں موجود تھے، ان کو برداشت نہ ہوا، انہوں نے جھڑک کر اسے بے ہودہ گوئی سے روکنا چاہا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا اور فرمایا: اے عمر! تم نے ہم دونوں سے وہ طرز عمل اختیار نہیں کیا جو ہونا چاہئے تھا اور جس کی ہم کو ضرورت تھی، یعنی مناسب یہ تھا کہ تم اسے جھڑکنے کے بجائے مجھے ادائے قرض اور وعدہ وفائی کی تلقین کرتے اور اسے حسن طلب اور نرمی سے تقاضا کرنے کی ہدایت کرتے، یہ کہہ کر آپؐ نے حضرت عمر فاروق ؓ کو ارشاد فرمایا کہ اس کا قرض ادا کر دیں اور اس کو جھڑکنے کے معاوضہ میں مزید بیس صاع (ساٹھ کلو سے زائد) جو دے دیں۔

اس طرز عمل، خوش خلقی اور حسن ادا سے یہودی بہت متاثر ہوا، بالآخر وہ مسلمان ہو گیا، روایات میں آتا ہے کہ: وہ کہا کرتا تھا کہ نبی آخرالزماںؐ میں مجھے ساری نشانیاں معلوم تھیں، البتہ دو باتوں کو میں نے آزمایا نہیں تھا: ایک یہ کہ آپؐ کا حلم آپؐ کے غصہ سے زیادہ ہے، دوسرے یہ کہ ان پر جتنی سختی کی جائے، اتنی ہی نرمی و مہربانی بڑھتی چلی جاتی ہے، ان دو علامتوں کو بھی میں نے بڑی وضاحت سے دیکھ لیا، اب آپ کی رسالت پر مجھے کوئی شبہ نہیں۔

زہر دینے والی عورت کے ساتھ آپؐ کا سلوک:

زینب بنت حارث نامی خیبر کی ایک خاتون نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھنی ہوئی بکری پیش کی، جس میں اس نے زہر ملا دیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے جاں نثار صحابہ کرامؓ کھانے لگے اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو ہاتھ روکنے کے لئے ارشاد فرمایا اور کہا کہ: گوشت میں زہر ملا ہوا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت حارث کو بلا کر پوچھا تو اس نے یہ عذر پیش کیا کہ میں نے آپ کے دعویٰ نبوت کی تصدیق کے لئے ایسا کیا ہے، اس کا غلط خیال تھا کہ پیغمبر کو زہر اثر نہیں کرتا۔

قربان جایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جان لیوا تدبیر کرنے والی عورت کو بھی معاف کر دیا، حالانکہ اسی زہر کی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین وفات پا گئے اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی زہر کا اثر ہو گیا تھا، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے کوئی باز پرس نہ کی۔ (بخاری)

فتح مکہ کے موقع پر دشمنوں کے ساتھ آپؐ کا سلوک:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں

آنکھیں کھولیں' ابتدائے نبوت سے ہی اہل مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانا' تکلیف دینا شروع کر دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانا' تکلیف دینا شروع کر دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کو اتنا ستایا کہ وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے' حاصل یہ کہ قریش مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے دشمن تھے' اس لئے فتح مکہ کے وقت سب کو یقین تھا کہ ان کی ایک ناشائستہ حرکتوں کا بدلہ لیا جائے گا' ان کی سابقہ جفائیں تباہی و بربادی کا سبب بن جائیں گی' لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فاتحانہ داخل ہوئے تو کسی کو کچھ نہیں کہا' سب کو معاف کر دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کے قاتل کو بھی معاف کر دیا اور ہندہ کو بھی معاف کیا جس نے آپ کے محترم چچا کے ناک' کان کاٹ کر چبایا تھا اور ان کی نعش کے ساتھ گستاخیاں کی تھیں' آپؐ نے اس عمیر بن وہب کو بھی معاف کر دیا' جس نے اپنی تلوار زہر میں بجھا کر آپ کو قتل کرنے کا ناپاک ارادہ کیا تھا' آپؐ نے اہل مکہ سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ تم لوگ کیا کہتے تھے کہ میں تم سے کیا برتاؤ کروں گا؟ انہوں نے کہا: اچھا' کیونکہ آپ مہربان بھائی اور مہربان بھائی کے بیٹے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج میں بھی تم سے وہی کہتا ہوں' جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا:

”لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔“

ترجمہ: ”آج تم پر کوئی الزام نہیں' اللہ تم کو معاف کرے اور بے شک وہ تمام رحم کرنے والوں میں سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔“ (نقوش رسول نمبر)

☆☆......☆☆

نعت رسول مقبول ﷺ

المرسل: مولانا محمد نذر عثمانی حیدرآباد

سرکارِ دو عالم کے رُخِ پُر انوار کا عالم کیا ہوگا
جب زلف کا ذکر ہے قرآن میں رخسار کا عالم کیا ہوگا

معراج کی شب جب اللہ نے محبوب اپنے کو بلوایا
سوچو تو سہی ان دونوں میں گفتار کا عالم کیا ہوگا

بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ اور سارے صحابہؓ دو زانوں
جب بیٹھتے ہوں گے مجلس میں سردارؐ کا عالم کیا ہوگا

کھائی ہے قسم خود قرآں نے اصحاب کے دوڑتے گھوڑوں کی
اصحاب کا جب یہ عالم ہو سرکارؐ کا عالم کیا ہوگا

کہتے ہیں عرب کے ذروں پر انوار کی بارش ہوتی ہے
اے ظفر نہ جانے طیبہ کے بازار کا عالم کیا ہوگا

ضرورت دل و دماغ کے انقلاب کی

مولانا سید سلیمان ندویؒ

مذاہب اور دین کی حمایت کا نام لے کر عوام کو جوش دلانا اور اس سے اپنا کام نکالنا غلط رہنمائی ہے' جس سے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچے گا' ضرورت اس کی ہے کہ مسلمانوں کو ضبط' صبر' ڈسپلن' تنظیم' استقامت' تحمل' برداشت' ایثار' باہمی ہمدردی' عملی وحدت اور اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی جائے جو سیاست کی جنگ کے سب سے کارگر ہتھیار ہیں' صرف زبانی جوش وخروش' گرما گرم محفلی اور اخباری بحث اور براہ راست دست و گریباں ہونا قوم کی طاقت نہیں۔

ضرورت دل و دماغ کے انقلاب کی ہے جو صحیح دعوت فکر ہی سے ہو سکتی ہے' جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی سے ظاہر ہے' اس کے لئے شور وغل اور ہنگامہ اور دعوت جنگ ونبرد کی راہ غلط ہے۔ ہمارے علماء جدید ذرائع و وسائل کار سے ناواقف ہیں' جوش سے کام لیتے ہیں ہوش سے نہیں' جہاد بالسیف سے زیادہ ضروری کام ان حالات میں جہاد بالقلم ہے' ان حضرات میں سراسر جوش ہی جوش ہے جو اس زمانے میں چنداں مفید نہیں۔ دلوں کا انقلاب غیظ وغضب جوش وخروش اور جذبہ انتقام اور استعجال سے نہیں پیدا ہوتا: ”از ماست کہ بر ماست“' مسلمانوں پر جو کچھ وبال ہے' وہ ان کے اعمال کی سزا ہے' کاش اب بھی قلوب میں انابت ہو اور مسلمان سمجھیں کہ ان کا مقصد اول اقامت دین اور اعلائے کلمۃ اللہ ہے' خواہ وہ تخت سلطنت پر ہو یا بوریائے فقیر پر' ان کو شیطان سے اس لئے مخاصمت نہیں کہ یہ شیطان کا تخت زمین پر کیوں بچھا ہے بلکہ اس لئے یہ مخاصمت ہے کہ اس وقت شیطانیت پر شیطان کیوں بیٹھا ہے وہ کیوں نہیں بیٹھے ہیں۔ (ماخوذ سلوک سلیمانی)

حق گوئی...... راہِ نجات

ڈاکٹر عبدالخالق (علی گڑھ)

مذاہب عالم کے علماء کی حق گوئی اہل زمین کی فلاح دارین کی ضامن ہے:

''قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون۔''

(سورۂ زمر:۹)

''انما العلماء ورثة الانبیاء۔''

(ابوداؤد ج:۲' کتاب العلم)

علماء انبیاء کے وارث ہیں' وہ علم وعمل کے سرچشمے مانے جاتے ہیں' علماء سے مراد ہی علم وعمل کی جامع ہستیاں ہیں' یہی وہ حضرات ہیں جن پر وثوق کے ساتھ اعتماد کیا جاتا ہے اور ہر مصیبت میں بطورِ خاص ان مصائب کے ازالے کے لئے رجوع کیا جاتا ہے' جہاں پر دنیاوی اسباب بے بس نظر آتے ہیں' دینی ودنیاوی فلاح وبہبود میں ان کا اعلیٰ مقام ہے' ان کا ایک صحیح جملہ ہزاروں لوگوں کی جان بچا سکتا ہے' اور ان کا ایک غلط جملہ ہزاروں لوگوں کو مصائب وآلام میں گرفتار کرسکتا ہے' علماء کی حق گوئی اگرچہ وقتی طور پر کسی فرد یا جماعت کو بُری لگ سکتی ہے' لیکن اس کا انجام ہمیشہ اچھا ہوتا ہے' کیونکہ وہ حق بات کہتے ہیں اور حق کا ساتھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے' علماء کی اہمیت کی وجہ سے ہی آپ ﷺ نے علماء کو انبیاء کا وارث بتایا ہے۔ تاریخ کے اوراق علماء کی خدمات سے بھرے پڑے ہیں' لیکن بعض مواقع ایسے بھی تاریخ میں آئے ہیں کہ علماء کی حق گوئی سے صرفِ نظر نے پوری قوم کو ہلاکت میں ڈال دیا ہے' ہزاروں لوگوں کو موت کے گھاٹ اتروادیا ہے اور ہزاروں عورتوں کو بیوہ کرادیا ہے اور لاتعداد بچوں کو یتیم بنادیا ہے۔ قرآن کریم وحدیث مبارکہ میں اہل کتاب اور بطورِ خاص بنی اسرائیل کے واقعات متعدد مواقع میں بیان کئے گئے ہیں' جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ علماء کی حق گوئی عوام وخواص کے لئے نجات کا سبب ہے' جبکہ ان کا حق سے صرف نظر کرنا عوام وخواص کے لئے ہلاکت کا سبب ہے۔

کتب تفاسیر وسیرت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدالانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت مدینہ کے بعد قریش کو مسلمانوں کے خلاف اکسانے کے لئے یہودِ مدینہ کے دو عالم کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب مکة المکرّمہ قریش کے پاس آئے اور ان کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا اور یہود کے ذریعہ سے قریش کا تعاون کرنے کا وعدہ کیا' اہل مکہ نے کعب بن اشرف سے کہا کہ تم ایک دھوکا دینے والی قوم ہو اگر تم واقعی اپنے قول میں سچے ہو تو ہمارے ان دو بتوں جبت اور طاغوت کے سامنے سجدہ کرو' چنانچہ اس نے قریش کو مطمئن کرنے کے لئے ایسا ہی کیا' اس کے بعد کعب نے قریش سے کہا کہ تیس آدمی تم میں سے اور تیس ہم میں سے سامنے آئیں تاکہ رب کعبہ کے ساتھ اس چیز کا عہد کریں کہ ہم سب مل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کریں گے' کعب کی اس تجویز کو قریش نے پسند کیا اور اس طرح سے انہوں نے مسلمانوں کے خلاف ایک محاذ قائم کردیا' اس کے بعد ابوسفیان سردارِ قریش نے کعب سے کہا کہ تم اہل علم ہو تمہارے پاس اللہ کی کتاب توراة ہے' لیکن ہم بالکل جاہل ہیں' اس لئے تم ہمارے متعلق بتاؤ کہ ہم حق پر چلنے والے ہیں یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)؟ کعب نے پوچھا کہ تمہارا دین کیا ہے؟ ابوسفیان نے کہا: ہم حجاج کے لئے اپنے اونٹوں کو ذبح کرتے ہیں اور ان کا دودھ پلاتے ہیں' مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں' اپنے خویش واقرباء کے تعلقات کو قائم رکھتے ہیں اور بیت اللہ کا طواف اور عمرہ کرتے ہیں' اس کے برخلاف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے آبائی دین کو چھوڑ دیا ہے' وہ اپنوں سے علیحدہ ہوچکا ہے اور اس نے ہمارے قدیم دین کے خلاف اپنا ایک نیا دین پیش کیا ہے' ان باتوں کو سن کر کعب بن اشرف نے کہا کہ تم لوگ حق پر ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم (معاذاللہ) گمراہ ہوچکا ہے' اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء:۵۱'۵۲ نازل فرمائی۔ قرآنی آیات مندرجہ ذیل ہیں:

''الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یؤمنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھؤلاء اھدیٰ من الذین آمنوا سبیلا ○ اولئک الذین لعنھم اللہ ومن یلعن

اللہ فلن تجد لہ نصیرا۔" (النساء:۵۲٬۵۱)

کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق کی حیثیت سے اس طرح سے پہچانتے تھے' جس طرح آدمی اپنے بچوں کو پہچانتا ہے' جیسا کہ قرآن کریم کی سورۂ البقرہ کی آیت نمبر ۱۴۶ میں مذکور ہے' قرآنی آیت اس طرح سے ہے:

"الذین اتینھم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم وان فریقاً منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون۔" (البقرہ:۱۴۶)

کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی حیی بن اخطب نے حق گوئی سے صرف نظر کرتے ہوئے کذب وافترا سے کام لیا حق کا ساتھ چھوڑ کر باطل کا ساتھ دیا' جس کی وجہ سے عرب کی پوری یہود قوم اور عرب عوام بھی بطور خاص قریش' باطل کو حق سمجھنے لگے اور دین حق کی مخالفت کرنے لگے' جان و مال' وقت' تن' من دھن' دامے درمے سخنے ہر طرح سے حق کی مخالفت کے لئے تیار ہوگئے' یہاں تک کہ آپ ﷺ کی مدنی زندگی کفر و شرک اور باطل سے مقابلہ کرنے کے لئے ہی وقف ہوگئی۔ کعب بن اشرف کے اس موقف یعنی حق گوئی سے صرفِ نظر کی وجہ سے آپ ﷺ کو اور مسلمانوں کو کم سے کم کفر و باطل کو مٹانے کے لئے اسی سے زائد غزوات وسرایا کرنے پڑے' کتنے بچے یتیم ہوئے' کتنی ہی عورتیں بیوہ ہوئیں' قوم یہود کا ایک بڑا طبقہ آج بھی حق کو یعنی اسلام اور اہل اسلام کو حق پر سمجھتے ہوئے بھی ان کی مخالفت پر آمادہ ہے اور یہ مخالفت آج تک جاری ہے' حتی کہ امریکی یہود قرآنِ کریم جیسی مقدس کتاب جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے اس تک میں تحریف کرنے میں مستعد ہیں۔

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی وقوع پذیر ہوا' واقعہ اس طرح سے ہے کہ بلعم بن باعور ایک جلیل القدر عالم اور صاحب تصرف درویش تھا' لیکن جب اس نے اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حق پر جانتے ہوئے بھی حق گوئی سے صرف نظر کرتے ہوئے کذب وافترا سے کام لیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف اپنی ناپاک تدبیریں کرنا شروع کردیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تو کچھ نہ بگاڑ سکا' لیکن خود وہ اور اس کی قوم گمراہ ہوکر فلاح دارین سے محروم ہوگئی' اس واقعہ کا ذکر قرآن کریم میں سورۂ اعراف کی آیت: ۱۷۵ اور ۱۷۶ میں کیا گیا ہے' آیت کریمہ اس طرح سے ہے:

"واتل علیھم نبا الذی آتینہ آیتنا فانسلخ منھا فاتبعہ الشیطن فکان من الغوین ○ ولو شئنا لرفعنہ بھا ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ھوہ ج فمثلہ کمثل الکلب ج ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث ط ذلک مثل القوم الذین کذبوا بآیتنا ج فاقصص القصص لعلھم یتفکرون ○"

اس واقعہ کی تفصیل مشہور ومعرف تفاسیر کے مطابق اس طرح سے ہے کہ غرق فرعون اور فتح مصر کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو قوم جبارین سے جہاد کرنے کا حکم ملا' جب جبارین نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام تمام بنیا سرائیل کا لشکر لے کر پہنچ گئے تو ان کو فکر ہوئی کیونکہ قوم فرعون کا غرق وغارت ہونا' ان کو پہلے سے معلوم ہوچکا تھا' جبارین جمع ہوکر بلعم بن باعور کے پاس آئے اور کہا کہ موسیٰ علیہ السلام سخت آدمی ہیں اور ان کے ساتھ بہت بڑا لشکر ہے' وہ اس لئے آئے ہیں کہ ہم کو ہمارے ملک سے نکال دیں' آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ ان کو ہمارے مقابلے سے واپس کردیں' وجہ یہ تھی کہ بلعم بن باعوراء کو اسم اعظم معلوم تھا وہ اس کے ذریعہ جو دعا کرتا تھا قبول ہوتی تھی۔

بلعم نے کہا کہ افسوس ہے کہ تم کیسی بات کہتے ہو وہ اللہ کے نبی ہیں' ان کے ساتھ اللہ کے فرشتے ہیں' ان کے خلاف بددعا کیسے کرسکتا ہوں حالانکہ ان کا مقام جو اللہ کے نزدیک ہے وہ بھی جانتا ہوں اگر میں ایسا کروں گا تو میرے دین ودنیا دونوں تباہ ہوجائیں گے' ان لوگوں نے بے حد اصرار کیا تو اس پر بلعم نے کہا کہ اچھا میں اپنے رب سے اس معاملے میں معلوم کرلوں کہ ایسی دعا کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اس نے اپنے معمول کے مطابق معلوم کرنے کے لئے استخارہ یا کوئی عمل کیا' خواب میں اس کو بتلایا گیا کہ ہرگز ایسا نہ کرے' اس نے قوم کو بتلا دیا کہ مجھے بددعا کرنے سے منع کردیا گیا ہے' اس وقت قوم جبارین نے بلعم کو کوئی بڑا ہدیہ پیش کیا جو درحقیقت رشوت تھی' اس نے ہدیہ قبول کرلیا تو پھر اس قوم کے لوگ اس کے پیچھے پڑ گئے کہ آپ ضرور یہ کام کردو اور الحاح واصرار کی حد نہ رہی' بعض روایات میں ہے کہ اس کی بیوی نے مشورہ دیا کہ یہ رشوت قبول کرلیں اور ان کا کام کردیں' اس وقت بیوی کی رضا جوئی اور مال کی محبت نے اس کو اندھا کردیا تھا' اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے خلاف بددعا کرنا شروع کی۔

اس وقت قدرت الٰہیہ کا عجیب کرشمہ یہ ظاہر ہوا کہ وہ جو کلمات بددعا کے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے لئے کہنا چاہتا تھا' اس کی زبان سے وہ الفاظ بددعا خود اپنی قوم جبارین کے لئے نکلے وہ چلا اٹھے کہ تم تو ہمارے لئے بددعا کررہے ہو' بلعم نے جواب دیا کہ یہ میرے اختیار سے باہر ہے' میری زبان اس کے خلاف پر قادر نہیں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اس قوم پر بھی تباہی نازل ہوئی اور بلعم کو یہ سزا ملی کہ اس کی زبان اس کے سینہ پر لٹک گئی اور اب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ میری تو دنیا و آخرت تباہ ہوگئی' اب دعا تو میری چلتی نہیں لیکن میں تمہیں ایک چال بتاتا ہوں' جس کے ذریعے تم موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر غالب آسکتے ہو۔

وہ یہ کہ تم اپنی حسین لڑکیوں کو مزین کر کے بنی اسرائیل کے لشکر میں بھیج دو اور ان کو یہ تاکید کردو کہ بنی اسرائیل کے لوگ ان کے ساتھ جو کچھ کریں کرنے دیں' رکاوٹ نہ بنیں' یہ لوگ مسافر ہیں' اپنے گھروں سے مدت کے نکلے ہوئے ہیں' اس تدبیر سے ممکن ہے کہ یہ لوگ حرام کاری میں مبتلا ہوجائیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک حرام کاری انتہائی مبغوض چیز ہے جس قوم میں یہ ہو' اس پر ضرور قہر و عذاب نازل ہوتا ہے' وہ فاتح و کامران نہیں ہوسکتی۔

بلعم کی یہ شیطانی چال ان کی سمجھ میں آگئی اس پر عمل کیا گیا' بنی اسرائیل کا ایک بڑا آدمی اس چال کا شکار ہوگیا' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اس وبال سے روکا مگر وہ باز نہ آیا اور شیطانی چال میں مبتلا ہوگیا۔

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بنی اسرائیل میں سخت قسم کا طاعون پھیلا' جس سے ایک روز میں ستر ہزار اسرائیلی مر گئے' یہاں تک کہ جس شخص نے برا کام کیا تھا' اس جوڑے کو بنی اسرائیل نے قتل کر کے منظر عام پر ٹانگ دیا کہ سب لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور توبہ کی' اس وقت یہ طاعون رفع ہوا۔

اب آپ حضرات یہ خود غور فرمائیں کہ بلعم بن باعوراء کی حق گوئی سے انحراف کے نتیجے میں قوم جبارین بھی تباہ و برباد ہوگئی اور بنی اسرائیل کو بھی سخت نقصان اٹھانا پڑا' ان دونوں واقعات کے برخلاف تاریخ میں ایسے واقعات بھی محفوظ ہیں کہ جب ایک عالم دین کی حق گوئی سے ہزاروں لوگوں کی جانیں بچ گئیں لاکھوں کروڑوں کا مال برباد ہونے سے بچ گیا' حق قائم ہوگیا اور باطل رسوا ہوگیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے بعد نجران کے نصاریٰ کی جانب ایک فرمان بھیجا' جس میں تین چیزیں ترتیب وار ذکر کی گئی تھیں:

۱:......اسلام قبول کرو'

۲:......یا جزیہ ادا کرو'

۳:......یا جنگ کے لئے تیار ہوجاؤ۔

نصاریٰ نے آپس میں مشورہ کر کے اپنے کچھ آدمیوں کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا' ان لوگوں میں شرحبیل' عبداللہ بن شرحبیل اور جبار بن قیص بھی شامل تھے' ان لوگوں نے آخر مذہبی امور پر بات چیت شروع کی' یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت ثابت کرنے میں ان لوگوں نے انتہائی بحث و تکرار سے کام لیا' اسی دوران آیت مباہلہ نازل ہوگئی' آیت مباہلہ یہ ہے:

''فمن حاجک فیه من بعد ماجاء ک من العلم فقل تعالو ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنت الله علی الکذبین۔''

(آل عمران:۶۱)

اس آیت کے بعد آپ ﷺ نے نصاریٰ کو مباہلہ کی دعوت دی اور خود بھی حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر مباہلہ کے لئے تیار ہوکر تشریف لائے' شرحبیل نے یہ دیکھ کر اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ یہ اللہ کے نبی ہیں' نبی سے مباہلہ کرنے میں ہماری ہلاکت و بربادی یقینی ہے' اس لئے نجات کا کوئی دوسرا راستہ تلاش کرو' اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تمہارے نزدیک نجات کی کیا صورت ہے؟ اس نے کہا کہ میرے نزدیک بہتر صورت یہ ہے کہ نبی کی رائے کے موافق صلح کی جائے اس پر سب کا اتفاق ہوگیا۔ آپ ﷺ نے اس اتفاق کے بعد ان پر جزیہ مقرر کر کے صلح کر لی جس کو انہوں نے بھی منظور کر لیا۔ (معارف القرآن ج' ص:۸۵)

شرحبیل کی اس حق گوئی سے یہ فائدہ ہوا کہ مسلمان اور نصاریٰ دونوں جنگ و جدل سے بچ گئے' جانی و مالی نقصان سے حفاظت ہوگئی اور کچھ ہی وقت کے بعد اہل نجران سب کے سب حق کو پہچان کر اسلام میں داخل ہوگئے' نتیجتاً اپنی دنیا بھی بنالی اور آخرت بھی۔

حق کی قبولیت اور حق گوئی کا ایک اور قصہ ملاحظہ فرمایئے:

شاہ حبشی نجاشی نے آپ ﷺ اور حضرت عیسیٰ کے سلسلے میں حق گوئی سے کام لیا' جس کے نتیجے میں حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے سینکڑوں مسلمان مرد' عورتوں کی بھی حفاظت ہوگئی اور حبشہ کے نصاریٰ بھی الٰہی مواخذہ سے بچ گئے۔ واقعہ کی تفصیل اس طرح سے ہے:

مکہ مکرمہ میں جب مسلمانوں کو اپنے دین پر چلنا مشکل ہوگیا اور ان پر عرصہ حیات تنگ سے تنگ تر ہوتا چلا گیا' کفار کی طرف سے ظلم و ستم بڑھتے ہی رہے تو آپ ﷺ کے حکم سے سینکڑوں مسلمان مرد و عورت حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے' جب کفار مکہ نے مسلمانوں کو چین و سکون کی زندگی بسر کرتے ہوئے سنا یا دیکھا تو ان کو غصہ آیا اور تحفے تحائف دے کر نجاشی شاہ حبشہ کے پاس ایک وفد بھیجا' اس وفد نے جاکر اول حکام و پادریوں سے ملاقات کی اور ہدیے دے کر ان سے بادشاہ کے نام اپنی سفارش کا وعدہ لیا اور پھر بادشاہ کی خدمت میں یہ وفد حاضر ہوا' اول بادشاہ کو سجدہ کیا اور پھر

تحفے پیش کر کے اپنی درخواست پیش کیا ور رشوت خور حکام نے تائید کی انہوں نے کہا: اے بادشاہ! ہماری قوم کے چند بے وقوف لڑکے اپنے قدیم دین کو چھوڑ کر ایک نئے دین میں داخل ہوگئے جس کو نہ ہم جانتے ہیں نہ آپ جانتے ہیں اور آپ کے ملک میں آ کر رہنے لگے ہم کو شرفائے مکہ نے اور ان کے باپ وماں نے بھیجا ہے کہ ان کو واپس لائیں آپ ان کو ہمارے سپرد کر دیں۔ بادشاہ نے کہا کہ جن لوگوں نے میری پناہ پکڑی ہے بغیر تحقیق ان کو حوالے نہیں کر سکتا' اول ان سے بلا کر تحقیق کرلوں اگر یہ صحیح ہوا تو حوالے کردوں گا' اس لئے اس نے مسلمانوں کو بلایا' مسلمان بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے وہاں پر بادشاہ کے سامنے مسلمانوں نے آپ ﷺ کے اسلام پیش کرنے کے قبل کے حالات اور اسلام کے ظاہر ہونے کے اثرات کا ذکر کیا' بادشاہ کے طلب پر حضرت جعفرؓ نے بادشاہ کے دربار میں سورۂ مریم کی اول کی آیتیں پڑھیں' جن کو سن کر بادشاہ بھی اور اس کے پادری بھی بہت روئے یہاں تک کہ ان کی داڑھیاں تر ہوگئیں' اس کے بعد بادشاہ نے کہا کہ خدا کی قسم! یہ کلام اور جو کلام حضرت موسیٰؑ لے کر آئے تھے ایک ہی نور سے نکلے ہیں اور ان لوگوں سے صاف انکار کر دیا کہ میں ان کو تمہارے حوالہ نہیں کر سکتا' وہ لوگ بڑے پریشان ہوئے کہ بڑی ذلت اٹھانا پڑی' باہمی مشورہ میں ایک شخص نے کہا کہ کل میں ایسی تدبیر کروں گا کہ بادشاہ ان کی جڑ ہی کاٹ دے' ساتھیوں نے کہا بھی کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے یہ لوگ اگرچہ مسلمان ہوگئے مگر پھر بھی رشتہ دار ہیں' مگر اس نے نہ مانا' دوسرے دن پھر بادشاہ کے پاس گئے اور جا کر کہا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں' ان کو اللہ کا بیٹا نہیں مانتے' بادشاہ نے پھر مسلمانوں کو بلایا' صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ دوسرے دن کے بلانے سے ہمیں اور بھی زیادہ پریشانی ہوئی' بہرحال گئے بادشاہ نے پوچھا کہ تم حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ مسلمانوں کی جانب سے جواب دیا گیا کہ ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی پر ان کی شان میں نازل ہوا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں' اس کے رسول ہیں' اس کی روح ہیں اور اس کے کلمہ ہیں' جس کو خدا نے کنواری اور پاک مریم کی طرف ڈالا' نجاشی نے کہا: حضرت عیسیٰؑ بھی اس کے سوا کچھ نہیں فرماتے تھے'' پادری لوگ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے نجاشی نے کہا کہ تم جو چاہو کہو' اس کے بعد نجاشی نے ان کے تحفے واپس کر دیئے اور مسلمانوں سے کہا: تم امن سے رہو جو تمہیں ستائے اس کو تاوان دینا پڑے گا اور اس کا اعلان بھی کرا دیا کہ جو شخص ان کو ستائے گا اس کو تاوان دینا ہوگا۔ شاہ نجاشی کے اس حق گوئی کا یہ نتیجہ نکلا کہ مسلمانوں کو بھی چین نصیب ہوگیا اور اہل حبشہ کی ایک بڑی تعداد حق کی حمایت پر بھی مستعد ہوگئی اور خود بھی ایمان میں داخل ہوگئی۔

روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے بعد مہاجرین حبشہ نے مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ کیا تو نجاشی شاہ حبشہ نے ان کے ساتھ اپنے ہم مذہب نصاریٰ کے بڑے بڑے علماء ومشائخ کا ایک وفد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا جو ستر آدمیوں پر مشتمل تھا' جن میں باسٹھ حبشہ کے اور آٹھ حضرات شام کے تھے' یہ وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک درویشانہ اور راہبانہ لباس میں ملبوس ہو کر حاضر ہوا' آپ نے ان کو سورۂ یٰسین پڑھ کر سنائی' جسے سن کر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے' سب نے کہا کہ یہ کلام اس کلام کے کتنا مشابہ ہے جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوتا تھا اور یہ سب کے سب مسلمان ہوگئے' ان کی واپسی کے بعد شاہ حبشہ نجاشی نے بھی اسلام کا اعلان کر دیا اور اپنا ایک خط دے کر اپنے ایک صاحبزادے کو وفد کا قائد بنا کر بھیجا مگر سوئے اتفاق سے یہ کشتی دریا میں غرق ہوگئی۔ الغرض حبشہ کا بادشاہ' حکام وعوام دونوں نے حق کا اعتراف کیا' مسلمانوں کے ساتھ حق پرستی سے کام لیتے ہوئے شریفانہ اور عادلانہ سلوک کیا اور خود بھی مسلمان ہوگئے یہ ہے نتیجہ حق گوئی اور حق پرستی کا۔

اس کے برعکس عہد وسطیٰ میں یورپ کے مسیحی پادریوں نے اسلام کی حق پرستی کا اعتراف کرنے کے بجائے نہ کہ صرف حق گوئی سے صرف نظر کیا بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کذب وافترا اور بہتان تراشی سے کام لی' جس کے نتیجے میں مسلمانوں اور عیسائیوں میں تقریباً تین سو سال تک صلیبی جنگیں چلتی رہیں۔ یہود ونصاریٰ دونوں کے علماء نے کذب وافترا میں اتنا بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کہ اس کے اثرات آج کی تاریخ تک فلسطین میں روزمرہ کی قتل وغارت گری کی شکل میں دیکھے جا رہے ہیں اور اس بربادی کا سیلاب رکنے کا نام نہیں لے رہا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ بربادی کب رکے گی' کاش یورپ کے اہل علم حضرات حق پرستی سے کام لے لیتے تو دنیا کی دو بڑی قومیں مسلمان اور عیسائی سینکڑوں سالوں تک ایک دوسرے کے جانی دشمن نہ بنے رہتے اور عربوں کھربوں کا جانی مالی نقصان نہ ہوتا۔

اگر آج بھی مذاہب عالم کے علماء دین چاہے اہل ہند ہوں یا اہل یورپ یا اہل امریکا یعنی علماء ہنود' علماء نصاریٰ' علماء یہود اپنی اپنی مذہبی کتب میں جو حق وارد ہے اس پر دیانت داری اور ایمان داری سے عمل کریں تو موجودہ زمانے کی جو شر وفساد' خلفشار کی فضا ہے وہ انشاء اللہ ضرور ختم ہوجائے گی' لوگوں کے جان و مال اور ان کی عزت وآبرو محفوظ ہوجائے گی اور دنیا قعرِ جہنم بننے کے بجائے جنت کا نمونہ پیش کرنے لگے گی۔

☆☆............☆☆

پہلی قسط

صنف نازک

تہذیب وتمدن کے آئینہ میں!

سیّد امجد علی حیدر آبادی

عورت کو آدھی دنیا کہا گیا اور کہا جاتا ہے' اس لئے اس کو کسی بھی سماج یا ازم کے لئے نظر انداز کرنا آسان نہیں ہے' بلکہ حقیقت یہ ہے کہ عورت انسانی حیات کی گاڑی کا لازمی پہیہ ہے' لیکن انسانی تاریخ کا یہ المیہ ہے کہ عورت آدھی دنیا ہونے کے باوجود اسے وہ اہمیت وحیثیت نہیں دی گئی' جس کی واقعتاً وہ مستحق تھی' جس طرح قدیم تہذیب وتمدن (یعنی اسلام کی آمد سے قبل) نے عورت کے وقار کو تباہ کیا' اسی طرح جدید تہذیب نے بھی اسے شو پیس بنایا' اسے استعمال تو کیا لیکن اسے عزت نہیں بخشی' نمایاں تو کیا گیا لیکن عورت کے عورت پن کے خاتمے کی قیمت پر' آج وہ زندگی کے ہر شعبے میں نمایاں تو نظر آتی ہے' لیکن یہ نمائندگی عزت وعصمت' حیاء وشرم' گنوانے کی قیمت پر ملی۔

صنف نازک کے ادوار:

عورت کے اس متضاد ادوار کے سلسلہ میں جب ہم تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم کو افراط وتفریط کی کھینچ تان کا ایک عجیب سلسلہ نظر آتا ہے' ایک طرف ہم دیکھتے ہیں کہ وہی عورت جو ماں کی حیثیت سے آدمی کو جنم دیتی ہے اور بیوی کی حیثیت سے زندگی کے ہر نشیب وفراز میں مرد کی رفیق بنی رہتی ہے' اسی محسنہ کو اسلام سے قبل اس کے پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کردیا جاتا ہے' اس کی پیدائش کو نحوست تصور کیا جاتا ہے' اس کو ملکیت اور وراثت کے تمام حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے' اس کو گناہ اور ذلت کا مجسمہ سمجھا جاتا ہے' پھر اسلام کا عظیم الشان دور آتا ہے' جو سسکتی انسانیت کے لئے مسیحا ثابت ہوا' مرد وزن کو اس نوخیز مذہب نے وہ احکامات اور تعلیمات دی جو دونوں کی جسمانی اور حیاتیاتی سانچوں کے عین مطابق ہے' دوسری طرف مغربی جدید تہذیب کا بڑھتا ہوا سیلاب نظر آتا ہے کہ وہی عورت اٹھائی اور ابھاری جارہی ہے مگر اس شان سے کہ اس کے ساتھ بداخلاقی اور بدنظمی کا طوفان بھی اٹھ رہا ہے' وہ حیوانی خواہشات کا کھلونا بنائی جاتی ہے' اس کو واقعی شیطان کا ایجنٹ بنا کر رکھ دیا جاتا ہے' اور اس کے ابھرنے کے ساتھ انسانیت کے گرنے کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔

تاریخ کے سفینے میں قیام دنیا کے بعد بے شمار تہذیبوں نے اپنے پیر پسارے' ان کے ماننے والوں نے اپنی تعلیمات کو بساطِ قوت سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی' جس کے عوض اس قوم کو اپنے ہی دور میں تہذیب ساز جیسے خطاب ملے' لیکن تاریخ گواہ ہے کہ وہ قوم اپنی لنگڑی' ادھوری تہذیب اور بے اصل نظریات کے ساتھ دفن ہوگئی' آیئے تاریخ سے ہم ایسی تہذیب اور سوچ رکھنے والی اقوام کی دو چار مثالیں پیش کریں۔

یونان:

اقوام قدیمہ میں سے جس قوم کی تہذیب سب سے زیادہ شاندار نظر آتی ہے' وہ اہل یونان ہیں' اس قوم کے ابتدائی دور میں اخلاقی نظریہ' قانونی حقوق اور معاشرتی برتاؤ ہر اعتبار سے عورت کی حیثیت بہت گری ہوئی تھی' یونانی خرافات (Mythology) میں ایک خیالی عورت پانڈورا (Pandora) کو اسی طرح تمام انسانی مصائب کا موجب قرار دیا گیا تھا' جس طرح یہودی خرافات میں حضرت حوا علیہا السلام کو قرار دیا گیا' ان کی نظر میں عورت ایک ادنیٰ درجہ کی مخلوق تھی' معاشرت کے ہر پہلو میں اس کا مرتبہ گرا ہوا رکھا گیا اور عزت کا مقام مرد کے لئے مخصوص تھا۔

روم:

اہل یونان کے بعد جس قوم کو دنیا میں عروج نصیب ہوا' وہ اہل روم تھے' یہاں پھر وہی اتار چڑھاؤ کا منظر ہمارے سامنے آتا ہے' جو اوپر آپ دیکھ چکے ہیں' رومی لوگ وحشت کی تاریکی سے نکل کر جب تاریخ کے روشن منظر پر نمودار ہوتے ہیں تو ان کے نظام معاشرت کا نقشہ یہ ہوتا ہے کہ مرد اپنے خاندان کا سردار ہے' اس کو اپنی بیوی بچوں پر پورے حقوق مالکانہ حاصل ہیں' بلکہ بعض حالات میں وہ بیوی کو قتل کردینے کا بھی مجاز ہوتا ہے' نیز اس دور میں عورت اور مرد کے غیر نکاحی تعلق کو معیوب سمجھنے کا خیال بھی دلوں سے نکلتا چلا گیا' یہاں تک کہ بڑے بڑے معلمین اخلاق بھی زنا کو ایک معمولی چیز سمجھنے لگے' کاٹو جس کو ۱۸۴ء میں روم کا محتسب اخلاق قرار دیا گیا

تھا' صحیح طور پر جوانی کی آوارگی کو حق بجانب ٹھہراتا ہے حتی کہ اپکٹیٹس جو فلاسفہ رواقیین میں بہت ہی سخت اخلاقی اصول رکھنے والا سمجھا جاتا تھا' اپنے شاگردوں کو ہدایت کرتا ہے کہ:

''جہاں تک ہوسکے شادی سے پہلے عورت کی صحبت سے اجتناب کرو' مگر جو اس معاملے میں ضبط نہ رکھ سکیں انہیں ملامت بھی نہ کرو۔''

اخلاق و معاشرت کے بند جب اتنے ڈھیلے ہوگئے تو روم میں شہوانیت' عریانیت اور فواحش کا سیلاب پھوٹ پڑا' تھیٹروں میں بے حیائی و عریانی کے مظاہرے ہونے لگے' ننگی اور فحش تصویریں ہر گھر کی زینت کے لئے ضروری ہوگئیں' اہل روم کے یہاں عورت ذات کے سلسلہ میں نظریات ورجحانات نے اتنا زوال قبول کیا کہ اس کی تصویر کشی مشکل نظر آتی ہے' مشہور رومی فلسفی و مدبر سینکا (۴ق م تا ۶۲ء) اہلِ روم کے طرزِ عمل پر ماتم کرتا اور کہتا ہے:

''اب روم میں طلاق کوئی بڑی شرم کے قابل چیز نہیں رہی' عورتیں اپنی عمر کا حساب شوہروں کی تعداد سے لگاتی ہیں۔''

مردوں کے اس رویہ کے بعد عورت ذات کا بھی مزاج بدلا اور وہ بھی یکے بعد دیگرے کئی کئی شادیاں کرتی چلی گئیں۔

مارشل (۴۳ء تا ۱۰۴ء) ایک عورت کا ذکر کرتا ہے جو دس خاوند کرچکی تھی۔

اسی طرح جوونیل (۶۰ء تا ۱۴۰ء) ایک عورت کے متعلق لکھتا ہے کہ اس نے پانچ سال میں آٹھ شوہر بدلے۔

سینٹ جروم (۳۴۰ء تا ۴۲۰ء) ان سب سے زیادہ ایک باکمال عورت کا حال لکھتا ہے کہ جس نے آخری بار تئیسواں کیا اور اپنے شوہر کی بھی وہ اکیسویں بیوی تھی۔

مسیحی یورپ:

مغربی دنیا کے اس علاج کے لئے مسیحیت پہنچی اور اوّل اوّل اس کی بڑی اچھی خدمات رہیں فواحش کا اس نے انسداد کیا' عریانیت کو زندگی کے ہر شعبے سے نکالا' اور پاکیزہ اخلاقی تصورات لوگوں میں پیدا کئے' مگر عورت اور صنفی تعلقات کے بارے میں آبائے مسیحیّن دو بنیادی نظریئے رکھتے تھے جو فطرت انسانی کے خلاف اعلان جنگ تھے' ان کا ابتدائی اور بنیادی نظریہ یہ تھا کہ:

''عورت گناہ کی ماں اور بدی کی جڑ ہے' معصیت کی تحریک کا سرچشمہ اور جہنم کا دروازہ ہے تمام انسانی مصائب کا آغاز اسی سے ہوا ہے' اس کا عورت ہونا ہی اس کے شرمناک ہونے کے لئے کافی ہے' اس کو اپنے حسن و جمال پر شرمانا چاہئے' کیونکہ وہ شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے' اس کو دائماً کفارہ ادا کرتے رہنا چاہئے' کیونکہ وہ دنیا اور دنیا والوں پر مصیبت ولعنت لائی ہے۔''

کرائی سوسٹم جو مسیحیت کے اولیا کبار میں شمار کیا جاتا ہے' عورت کے حق میں کہتا ہے:

''وہ ایک ناگزیر برائی' ایک پیدائشی وسوسہ' ایک مرغوب آفت ایک خانگی خطرہ' ایک غارتگر دلبرائی' ایک آراستہ مصیبت ہے۔''

ان کا دوسرا نظریہ یہ تھا:

''عورت اور مرد کا صنفی تعلق بجائے خود ایک نجاست اور قابل احتراز چیز ہے' خواہ وہ نکاح کی صورت ہی میں کیوں نہ ہو۔''

تجرد اور دوشیزگی معیارِ اخلاق قرار پائی اور تاہل کی زندگی اخلاقی اعتبار سے پست اور ذلیل سمجھی جانے لگی۔

نظریات کا اثر:

ان دونوں نظریات نے نہ صرف اخلاق اور معاشرت میں عورت کی حیثیت حد سے زیادہ گرادی بلکہ تمدنی قوانین کو بھی اس درجہ متاثر کیا کہ ایک طرف ازدواجی زندگی مردوں اور عورتوں کے لئے مصیبت بن گئی تو دوسری طرف عورت کا مرتبہ سوسائٹی میں ہر حیثیت سے پست ہوگیا۔

مسیحیت سے مغرب تک:

مسیحی شریعت کے زیر اثر جتنے قوانین مغربی دنیا میں جاری ہوئے' ان سب کی مجموعی خصوصیات کو ہم اس طرح تقسیم کرتے ہیں:

۱:.....معاشی حیثیت سے عورت کو بالکل بے بس کرکے مرد کے قابو میں دے دیا گیا' اور وراثت میں اس کے حقوق نہایت محدود تھے' اور ملکیت میں اس سے بھی زیادہ محدود تھے۔

۲:.....دوسری خصوصیت یہ تھی کہ طلاق وخلع کی سرے سے اجازت ہی نہیں تھی' زوجین میں ناموافقت و باہمی تعلقات کے خراب ہونے کے باوجود مذہب و قانون ان دونوں کو زبردستی ایک دوسرے کے ساتھ بندھے رہنے پر مجبور کرتے تھے۔

۳:.....تیسری خصوصیت یہ تھی کہ شوہر کے مرنے کی صورت میں بیوی کے لئے بیوی کے مرنے کی صورت میں شوہر کے لئے نکاحِ ثانی کرنا سخت معیوب بلکہ گناہ قرار دیا گیا تھا۔

یہ چند مسیحی یورپ کی خصوصیات اور صنف

نازک کے تئیں ان کے فاسد نظریات تھے جو مختصراً آپ کے سامنے پیش کئے گئے اب آگے تہذیب اہل مصر کو ملاحظہ فرمائیے:

مصر:

مصر کی عظمت کے پرچم دنیا بھر میں لہرائے ہوئے تھے وہاں فرعون اپنی بہن تک سے شادی کر لیتا تھا' دیوی دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے عورتوں کی قربانی دی جاتی تھی' دریائے نیل کو خوش کرنے کے لئے ایک دوشیزہ کو بھینٹ چڑھا دیا جاتا تھا' غرض یہ کہ عورت کو عملی زندگی کی تعمیر میں کسی بھی نوعیت کا اختیار حاصل نہیں تھا' مرد کی مکمل تقلید مصری عورتوں کا مقدر بن چکی تھی۔

ایران:

ایران آج سے تقریباً دو ہزار سال قبل ایک مہذب ملک مانا جاتا تھا' وہاں عورت کی حیثیت ایک حقیر جانور کی سی تھی' ایرانی لوگ لڑکیوں کی پیدائش کو باعث ندامت سمجھتے تھے' نیز ایک عورت کو متعدد بھائیوں کی بیوی بناتے تھے' باپ کے مرنے کے بعد ماں کو ترکہ کے طور پر اپنے تصرف میں لاتے تھے۔

قدیم ہندوستان:

یہ مختصر سی تاریخی نشیب وفراز کی اس خطہ ارضی کی داستانیں تھی جو ماضی میں تہذیبوں کا گہوارہ رہ چکی ہیں' آج بھی جن کی تہذیب وتمدن' ثقافت و حضارت کا ڈنکا اس دنیائے فانی میں بجایا جارہا ہے' کچھ ایسی ہی داستان خود ہمارے ملک ہندوستان کی ہے' جو صدہا سال سے افراط وتفریط کا شکار ہے' جب ہم ہندوستان کی اس قدیم تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو عورت ایک طرف داسی بنائی جاتی ہے' مرد اس کا سوامی اور پتی دیو یعنی مالک اور معبود بنتا ہے' اسے بچپن میں باپ کی' جوانی میں شوہر کی' اور بیوگی میں اولاد کی مملوکہ بن کر رہنا پڑتا ہے' اسے شوہر کی چتا پر بھینٹ چڑھایا جاتا ہے' اس کو ملکیت اور وراثت کے حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے' اس پر نکاح کے بڑے سخت قوانین مسلط کئے جاتے ہیں جن کے مطابق وہ اپنی رضا اور پسند کے بغیر ایک مرد کے حوالے کی جاتی ہے' اور پھر زندگی کی آخری سانس تک اس کی ملکیت سے کسی حال میں نکل نہیں سکتی' اس کو یہودیوں اور یونانیوں کی طرح گناہ اور اخلاقی و روحانی پستی کا مجسمہ سمجھا جاتا تھا اور اس کی مستقل شخصیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جاتا تھا تو دوسری طرف جب اس پر مہر کی نگاہ ہوتی ہے تو اسے نہ ہی خواہشات کا کھلونا بنالیا جاتا تھا وہ مرد کے اعصاب پر سوار ہو جاتی ہے اور ایسے سوار ہوتی ہی کہ خود بھی ڈوبتی ہے اور ساری قوم کو بھی لے ڈوبتی ہے۔

ہم نے مختصر طور پر مختلف ادوار کی تہذیب و تمدن کی علمبردار اقوام کے حالات آپ کے سامنے رکھے' ہمیں نہ ان اقوام کی تاریخ سے دلچسپی ہے اور نہ ہی ان کے کارناموں سے' کیونکہ وہ قومیں اپنی تعلیمات اور غیر متوازن نظریات کے ساتھ فنا ہوگئیں اور ان سب کے بعد مذہب اسلام نے جو تعلیمات اہل دنیا کو دیں اور جس روش پر لے کر یہ مذہب چلا تو تجربات شاہد ہیں کہ دنیا نے امن وامان کا منہ دیکھا' جب اسلام عالم عرب کی حدود سے نکل کر اقوام عالم میں پھیلنا شروع ہوا اور جس علاقے اور خطے میں بھی پہنچا فطرت کے عین مطابق ہونے کی وجہ سے ہر ایک ملک کے باشندوں کے موافق آیا' ہر جگہ کے تمدن پر اس نے غلبہ پایا' ہر ایک کے علوم وفنون کی سرپرستی فرمائی' ذرہ برابر عقل سلیم اور فطرت سلیمہ رکھنے والوں نے دل کھول کر اسلام قبول کیا' اور اسلامی تہذیب نے ہر علاقے اور ہر خطے کو منور کیا۔

اسلام اور مغرب:

جوں جوں زمانہ ترقی کرتا رہا اسلام مخالف سرگرمیوں میں بھی اضافہ اور نت نئے طریقے ایجاد ہوتے رہے' مغرب نے اسلام کے ہر اس نظریہ کو مٹانے اور داغ دار کرنے کی پوری کوشش کی' جس کے زیر اثر ایک صحت مند انسانیت سانس لے رہی تھی' یورپ نے اسلامی نظریات وتعلیمات کے مقابل اپنے غیر متوازن نظریات کو لا کھڑا کیا' اس کی ظاہری چمک دمک دکھا کر سادہ دل انسانوں کو پھانسنے کی بھرپور کوشش کی اور دور رس منفی نتائج سے بے خبر جدید تہذیب کے بہاؤ میں بہتے چلے گئے' اس تہذیب سے جتنا نقصان عورت ذات کو پہنچا کسی اور کو نہیں پہنچا' عورت کو گھروں سے نکال کر عام شاہراہوں پر نمائش کے لئے لا کھڑا کیا' اسلام نے اس کے برعکس اس کو عزت ومقام دیا۔

خیر! یہ بحث تو ہم بعد میں کریں گے' اس سے قبل ہم چاہتے ہیں کہ مغربی تہذیب کے نظریات اور اس کے بنیادی عناصر' اس کا عروج وزوال اور اس کے ماننے والوں کے خیال آپ کے سامنے رکھیں۔

مغربی تہذیب کے بنیادی عناصر:

وہ نظریات جن پر نئی مغربی معاشرت کی بنیاد رکھی گئی ہے' ہم اس کو تین عنوانوں کے تحت تقسیم کرتے ہیں:

۱:...... عورتوں اور مردوں میں مساوات'

۲:...... عورتوں کا معاشی استقلال'

۳:...... مرد وعورت کا آزادانہ اختلاط۔

مساوات:

مساوات کے یہ معنی لئے گئے کہ عورت اور مرد نہ صرف اخلاقی مرتبہ' اور انسانی حقوق میں مساوی ہوں' بلکہ تمدنی زندگی میں عورت وہی کام

کرے جو مرد کرتے ہیں اور اخلاقی بندشیں عورت کے لئے بھی اسی طرح ڈھیلی کر دی جائیں جس طرح مرد کے لئے پہلے سے ڈھیلی ہیں۔ مساوات کے اس غلط تخیل نے عورت کو اس کے ان فطری وظائف سے غافل اور منحرف کر دیا' جن کی بجا آوری پر تمدن کی بقا بلکہ نوعِ انسانی کی بقا کا انحصار ہے' مغرب کے اس بنیادی نظریئے نے جو تباہی پھیلائی اور اس کے تناظر میں جن سنگین برائیوں نے جنم لیا وہ دنیا کے سامنے ہے۔

حیاتیاتی تضاد:

اسلام کی نظر میں عورت و مرد دونوں برابر نہیں ہیں' ہر ایک کا دائرۂ عمل شریعت نے الگ الگ مقرر کیا ہے اور ماضی قریب تک اسی اصول پر دنیا قائم رہی' مگر جب سائنسی دور شروع ہوا تو اس اصول کا بہت مذاق اڑایا گیا اور اس کو دورِ جہالت کی یادگار قرار دیا گیا' چنانچہ ساری دنیا میں اور خاص طور سے مغرب میں اس اصول پر ایک نئی سوسائٹی ابھرنا شروع ہوئی مگر طویل تجربے نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ مرد اور عورت دونوں پیدائشی طور پر یکساں نہیں ہیں' اس لئے دونوں کو یکساں فرض کر کے جو سماج اور معاشرہ بنایا جائے وہ لازمی طور پر بے شمار خرابیاں پیدا کرنے کا باعث ہوگا۔

پہلی بات آپ یہ سمجھ لیں کہ عورت اور مرد میں فطری صلاحیتوں کے زبردست نوعی اختلافات ہیں' اس لئے دونوں کو مساوی حیثیت دنیا اپنے اندر ایک حیاتیاتی تضاد رکھتا ہے' ڈاکٹر الکسس کیرل' عورت اور مرد کے فعلیاتی (Physiological) فرق کو بتا ہوئے لکھتا ہے:

''مرد اور عورت کا فرق محض جنسی اعضاء کی خاص شکل' رحم کی موجودگی' حمل یا طریقہ تعلیم ہی کی وجہ سے نہیں ہی' بلکہ یہ اختلافات بنیادی قسم کے ہیں' خود نسیجوں کی بناوٹ اور پورے نظام جسمانی کے اندر خاص کیمیائی مادے جو خصیۃ الرحم سے مترشح ہوتے ہیں' ان اختلافات کا حقیقی باعث ہیں' صنف نازک کے ترقی کے حامی ان بنیادی حقیقتوں سے ناواقف ہونے کی بنا پر یہ سمجھتے ہیں کہ دونوں جنسوں کو ایک ہی قسم کی تعلیم' ایک ہی قسم کے اختیارات اور ایک ہی قسم کی ذمہ داریاں ملنی چاہئیں' حقیقت یہ ہے کہ عورت' مرد سے بالکل ہی مختلف ہے' اس کے جسم کے ہر ایک خلیئے میں زنانہ پن کا اثر موجود ہوتا ہے' اس کے اعضاء اور سب سے بڑھ کر اس کے اعصابی نظام کی بھی یہی حالت ہوتی ہے فعلیاتی قوانین (Physiological Laws) اتنے ہی اٹل ہیں' جتنے کہ فلکیات (Sidereal World) کے قوانین اٹل ہیں' انسانی آرزوؤں سے نہیں بدلا جاتا' ہم ان کو اسی طرح ماننے پر مجبور ہیں' جس طرح وہ پائے جاتے ہیں' عورتوں کو چاہئے کہ اپنی فطرت کے مطابق اپنی صلاحیتوں کو ترقی دیں' اور مردوں کی نقالی کی کوشش نہ کریں۔'' (Man the unknown P:93)

مغرب میں اسی نظریئے نے خاندان کا نظام' جو تمدن کا سنگ بنیاد ہے' بُری طرح منتشر کر دیا ہے' مساوات کے اس غلط تخیل نے عورتوں اور مردوں کے درمیان بداخلاقی میں مساوات قائم کر دی ہے' وہ بے حیائیاں جو کبھی مردوں کے لئے بھی شرمناک تھیں' اب وہ عورتوں تک کے لئے شرمناک نہیں رہیں۔

عورتوں کا معاشی استقلال اور اس کے نتائج:

عورت کے معاشی استقلال نے اس کو مرد سے بے نیاز کر دیا ہے' وہ قدیم اصول کہ مرد کمائے اور عورت گھر کا انتظام کرے' اب اس نئے قاعدے سے بدل گیا کہ عورت اور مرد دونوں کمائیں اور گھر کا انتظام بازار کے سپرد کر دیا جائے' اس انقلاب کے بعد دونوں کی زندگی میں بجز ایک شہوانی تعلق کے اور کوئی ایسا ربط باقی نہیں رہا جو ان کو ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہونے پر مجبور کرتا ہو' یہ تجربہ ہے کہ جو عورت اپنی روٹی آپ کماتی ہے وہ اپنی تمام ضروریات کی خود کفیل ہے' اپنی زندگی میں دوسرے کے حفاظت اور اعانت کی محتاج نہیں ہے' وہ آخر محض اپنی شہوانی خواہش کی تسکین کے لئے کیوں ایک خاندان کی ذمہ داری کا بار اٹھائے؟ خصوصاً جبکہ اخلاقی مساوات کے تخیل نے اس راہ سے وہ تمام رکاوٹیں بھی دور کر دی ہوں جو اسے آزاد شہوت رانی کا طریقہ اختیار کرنے میں پیش آ سکتی تھیں۔

یہ وہ چیز ہے جس نے مغربی معاشرت کی جڑیں ہلا کر رکھ دی ہیں' آج ہر ملک میں لاکھوں جوان عورتیں تجرد پسند ہیں' جن کی زندگیاں آزاد شہوت رانی میں بسر ہو رہی ہیں۔ مانع حمل' اسقاط' قتل اولاد' شرح پیدائش کی کمی اور ناجائز ولادتوں کی بڑھتی ہوئی تعداد بڑی حد تک اسی سبب کی رہین منت ہے' بدکاری' بے حیائی اور امراض خبیثہ کی ترقی میں بھی اس کیفیت کا بڑا دخل ہے۔

مرد عورت کا آزادانہ اختلاط:

مغربی معاشرت کی تیسری بنیادی فکر مرد و عورت کا آزادانہ اختلاط ہے' یہ نظریہ آندھی اور طوفان کی طرح اقوام عالم میں پھیل رہا ہے' تباہی اور

بربادی اس آواز کا مقدر ہے‘ مقامی روایات اور تہذیب کو اس نظریہ کی بدولت بھینٹ چڑھنا پڑا‘ نئی نسل ذہنی طور سے مفلوج اور قوت و ارادہ سے کھوکھلی ہوکر رہ گئی ہے‘ مردوں اور عورتوں کے آزادانہ اختلاط نے عورتوں میں حسن کی نمائش‘ عریانیت‘ اور فواہش کو غیر معمولی ترقی دے رہی ہے۔ حسن و جمال کی یہ نمائش رفتہ رفتہ تمام حدود کو توڑتی چلی جاتی ہے‘ یہاں تک کہ برہنگی کی آخری حد کو پہنچ کر ہی دم لیتی ہے‘ اس وقت مغربی تہذیب میں صنف مقابل کے لئے مقناطیس بننے کی خواہش عورت میں اتنی بڑھ گئی ہے اور اتنی بڑھتی چلی جارہی ہے کہ شوخ شنگ لباسوں‘ غازوں اور سرخیوں اور بناؤ سنگھار کے نت نئے سامانوں سے اس کی تسکین نہیں ہوتی‘ بے چاری تنگ آکر اپنے کپڑوں سے باہر نکل پڑتی ہے‘ یہ گھن بڑی تیزی سے مغربی قوموں کی قوتِ حیات کو کھا رہا ہے‘ یہ گھن لگنے کے بعد آج تک کوئی قوم نہیں بچی‘ ایسے ماحول میں خصوصاً ان کی جوان نسلوں کو وہ ٹھنڈی اور پرسکون فضا میسر ہی کہاں آسکتی ہے جو ان کی ذہنی اور اخلاقی قوتوں کے نشوونما کے لئے ناگزیر ہے۔

فلکیاتی قوانین کی مخالفت:

یہ جیتی جاگتی صداقت ہے کہ جس قوم نے بھی طبیعی اور فلکیاتی قوانین کو تسلیم نہیں کیا ہے اور ان کے خلاف چلنا شروع کردیا ہے تو اس قوم کے تمدن کے اندر زبردست خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں‘ مثال کے طور پر مغرب نے طبیعی اور فلکیاتی قوانین کو چھوڑ کر ’’مساوات‘‘ جیسے کمزور اور بے بنیاد فلسفے کی بنیاد ڈالی اس کے برے نتائج ہم گزشتہ سطروں میں مختصر طور سے بیان کر آئے ہیں‘ پھر اس غلط فلسفے کی وجہ سے دونوں صنفوں کے درمیان جو آزادانہ اختلاط پیدا ہے اس نے جدید سوسائٹی میں نہ صرف عصمت کا وجود باقی نہیں رکھا‘ بلکہ ساری نوجوان نسل کو طرح طرح کی اخلاقی اور نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا کردیا ہے‘ آج مغربی زندگی میں یہ بات عام ہے کہ ایک غیر شادی شدہ لڑکی ڈاکٹر کے کمرے میں داخل ہوتا ہے‘ اس کو سر درد اور بے خوابی کی شکایت ہے وہ کچھ دیر اپنی ان تکالیف پر گفتگو کرتی ہے‘ اس کے بعد ایک مرد کا تذکرہ کرتی ہے جس سے وہ ابھی جلد ہی ملی تھی‘ اتنے میں ڈاکٹر محسوس کرتا ہے کہ وہ کچھ رک رہی ہے‘ تجربہ کار ڈاکٹر اس کی بات سمجھ کر آگے بات شروع کردیتا ہے:

"Well, the h asked you to his flat. What did you say?"

لڑکی جواب دیتی ہے:

"How did your know? I was just going to tell you that"

اس کے بعد لڑکی جو کچھ کہتی ہے‘ اس کو ناظرین خود قیاس کرسکتے ہیں‘ چنانچہ علماء جدید خود بھی اس تلخ تجربے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ آزادانہ اختلاط کے بعد عصمت و عفت کا تحفظ ایک بے معنی بات ہے‘ چنانچہ اسی سلسلہ میں ایک مغربی ڈاکٹر کے احساسات ملاحظہ فرمایئے وہ لکھتا ہے:

"There can come a moment between a man an a woman when control an judgement are impossible."

’’یعنی اجنبی مرد اور عورت جب باہم آزادانہ مل رہے ہوں تو ایک وقت ایسا آجاتا ہے‘ جب فیصلہ کرنا اور قابو رکھنا ناممکن ہوجاتا ہے۔‘‘

حقیقت یہ ہے کہ عورت اور مرد کے آزادانہ اختلاط کی خرابیوں کو مغرب کے دردمند افراد شدت سے محسوس کررہے ہیں۔ یورپ کی ایک مشہور خاتون ڈاکٹر میرین ہیلرڈ نے آزادانہ اختلاط کے خلاف سخت مضمون لکھا‘ وہ کہتی ہے:

"As a doctor, i dont believe therr is such a thing as platonic relationship between a man and a woman who are alone together a good deal."

یعنی بحیثیت ڈاکٹر میں اسے تسلیم نہیں کرسکتی کہ عورت اور مرد کے درمیان بے ضرر تعلقات بھی ممکن ہے مگر اس کے باوجود یہی خاتون ڈاکٹر لکھتی ہیں:

’’میں اتنی غیر حقیقت پسند نہیں ہوسکتی کہ یہ مشورہ دوں کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے کو بوسہ لینا چھوڑ دیں‘ مگر اکثر مائیں اپنی لڑکیوں کو اس سے آگاہ نہیں کرتیں کہ بوسہ صرف اشتہا پیدا کرتا ہے‘ نہ کہ وہ جذبات کو تسکین دیتا ہے۔‘‘

(ایڈرز ڈائجسٹ دسمبر ۱۹۵۷ء)

خاتون ڈاکٹر یہ کہہ کر بالواسطہ طور پر خدائی قانون کو تسلیم کرتی ہے کہ آزادانہ اختلاط کے ابتدائی مظاہر جو مغربی زندگی میں نہایت عام ہیں‘ وہ جذبات میں ٹھیراؤ پیدا نہیں کرتے‘ بلکہ اشتہا کو بڑھا کر مزید تسکین نفس کی طرف دھکیلتے ہیں اور بالآخر انتہائی جنسی جرائم تک پہنچا دیتے ہیں‘ مگر اس کے باوجود اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ اس محرک شیطنت کو کس طرح حرام قرار دے۔

(جاری ہے)

پانچویں قسط

محمد رسول اللہ‘ کا قادیانی تصور

۸:......عقیدہ: صرف چاند‘ چاند اور سورج دونوں:

”لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرق فان اتنکر“ اس (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا‘ اب کیا تو انکار کرے گا؟

(اعجاز احمدی ص۷۱‘ خزائن ص۱۸۳ ج۱۹)

۹:......عقیدہ: تین ہزار اور تین لاکھ کا فرق:

”تین ہزار معجزات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔“

(تحفہ گولڑویہ ص۶۳ خزائن ص۱۵۳ جلد۱۷)

”میری تائید میں اس (خدا) نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔“

(حقیقۃ الوحی ص۶۷‘ خزائن ص۷۰ جلد۲۲)

۱۰:......عقیدہ: ذہنی ارتقاء:

”حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو آنحضرت صلعم پر حاصل ہے‘ نبی کریم صلعم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا‘ ورنہ قابلیت تھی‘ اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ان کا پورا ظہور ہوا۔“

(ریویو مئی ۱۹۲۹ء بحوالہ قادیانی مذہب ص۲۴۱)

۱۱:......عقیدہ: معاملہ صاف:

”اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے‘

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

کیونکہ مسیح موعود‘ نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے‘ اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں‘ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو‘ مگر دوسری بعثت میں‘ جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے‘ آپ کا انکار کفر نہ ہو (اور پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپؐ صاحب شریعت نبی ہوں‘ اور دوسری میں صاحب شریعت نہ ہوں‘ ناقل)۔“

(کلمۃ الفصل ص۱۴۶‘۱۴۷)

۱۲:......عقیدہ: آگے سے بڑھ کر:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر جلد نمبر۲‘ نمبر۴۳ مورخہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

قاضی اکمل قادیانی‘ مرزا غلام احمد قادیانی کے پُر جوش مرید تھے‘ انہوں نے یہ نظم لکھ کر اور قطعہ کی شکل میں فریم کرا کر مرزا غلام احمد قادیانی کی خدمت میں پیش کی‘ مرزا غلام احمد قادیانی اس پر بے حد خوش ہوئے اور انہیں بہت ہی دعائیں دیں‘ بعد ازاں اسے گھر لے گئے‘ غالباً ان کی دیوار کی زینت بنی ہوگی‘ قادیان کے اخبار بدر میں بھی اس کو شائع کیا گیا‘ قادیانی حضرات کی عبرت کے لئے یہاں پوری نظم درج کی جاتی ہے:

امام اپنا عزیزو اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دارالاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
غلام احمد کا جو خادم ہے دل سے
بلاشک جائے گا باغ جناں میں

تسلی دل کو ہوجاتی ہے حاصل
یہ ہے اعجاز احمد کی زباں میں
بھلا اس معجزے سے بڑھ کے کیا ہو
خدا اک قوم کا مارا جہاں میں
قلم سے کام جو کرکے دکھایا
کہاں طاقت تھی یہ سیف و سناں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں
غلام احمد مختار ہوکر
یہ رتبہ تو نے پایا ہے جہاں میں
تیری مدحت سرائی مجھ سے کیا ہو
کہ سب کچھ لکھ دیا راز نہاں میں
خدا سے تو' خدا تجھ سے ہے واللہ
تیرا رتبہ نہیں آتا بیاں میں

۱۳:......عقیدہ: مصطفیٰ میرزا:

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک
کہ جس پہ وہ بدر الدجیٰ بن کے آیا
محمد پئے چارہ سازی امت
ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعث ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا

(الفضل مورخہ ۲۸/مئی ۱۹۲۸ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۷۸)

۱۴:......عقیدہ: استاذ شاگرد:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معلم ہیں اور مسیح موعود مرزا قادیانی' ایک شاگرد' شاگرد خواہ استاذ کے علوم کا وارث پورے طور پر بھی ہوجائے' یا بعض صورتوں میں بڑھ بھی جائے (جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی بقول خود بہت سی باتوں میں بڑھ گئے' ناقل) مگر استاذ بہرحال استاذ رہتا ہے اور شاگرد شاگرد ہی۔'' (تقریر میاں محمود صاحب مندرجہ الحکم قادیان ۲۸/اپریل ۱۹۱۴ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۳۳۴)

۱۵:......عقیدہ: ہتک استہزاء:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعث اول میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا' لیکن آپ کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا' یہ آنحضرت کی ہتک اور آیات اللہ سے استہزاء ہے' حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت کی بعث اول و ثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔'' (الفضل ۱۵/جولائی ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۳۲۷)

۱۶: ...... عقیدہ: آنحضرتؐ سے مرزا قادیانی پر ایمان لانے کا عہد:

الف:

خدا نے لیا عہد سب انبیأ سے
کہ جب تم کو دوں میں کتاب
پھر آئے تمہارا مصدق پیغمبر
تو ایمان لاؤ' کرو اس کی نصرت
کہا کیا کرتے ہو اقرار محکم
وہ بولے مقر ہے ہماری جماعت
کہا حق تعالیٰ نے شاہد رہو تم
یہی میں بھی دیتا رہوں گا شہادت
جو اس عہد کے بعد کوئی پھرے گا
بنے گا وہ فاسق اٹھائے گا ذلت
لیا تھا جو میثاق سب انبیأ سے
وہی عہد حق نے لیا' مصطفیٰ سے
وہ نوح و خلیل و کلیم و مسیحا
بھی سے یہ پیمان محکم لیا تھا
مبارک! اعامت کا موعود آیا
وہ میثاق ملت کا مقصود آیا
کریں اہل اسلام اب عہد پورا
بنے آج ہر ایک عبدالشکورا

(الفضل مورخہ ۲۶/فروری ۱۹۲۴ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۳۴۰)

ب: واذا اخذالله ميثاق النبيين

۳/۱۷ جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا (النبیین میں سب انبیأ علیہم الصلوۃ والسلام شریک ہیں' کوئی نبی بھی' مستثنیٰ نہیں' آنحضرت صلعم بھی اس النبیین کے لفظ میں داخل ہیں) کہ جب کبھی تم کو کتاب وحکمت دوں (یعنی کتاب سے مراد توریت وقرآن کریم ہے' اور حکمت سے مراد سنت ومنہاج نبوت وحدیث شریف ہے) پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے' جو مصدق ہو ان تمام چیزوں کو جو تمہارے پاس کتاب وحکمت سے ہیں (یعنی وہ رسول مسیح موعود (مرزا غلام احمد) ہے۔ جو قرآن وحدیث کی تصدیق کرنے والا ہے' اور وہ صاحب شریعت جدیدہ نہیں ہے' اے نبیو! تم سب ضرور اس پر ایمان لانا' اور ہر ایک طرح سے اس کی مدد فرض سمجھنا' (جب تمام انبیأ علیہم السلام کو مجملاً حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا فرض ہوا

تو ہم کون ہیں جو نہ مانیں)۔'' (الفضل مورخہ ۱۹/۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص۳۳۸'۳۳۹)

اس عقیدے پر لاہوری تبصرہ:

چنانچہ الفضل ۱۹/۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء میں اس پر دھڑلے سے مضمون نکلا' اور پھر اس کے بعد طرح طرح سے اس کا اعادہ کیا گیا' اور کھلم کھلا ڈنکے کی چوٹ پر اس امر کا اعلان کیا جاتا رہا کہ اس پیش گوئی میں جس رسول کا وعدہ ہے اور جس کے متعلق اقرار لیا گیا ہے کہ ہر ایک نبی اس پر ایمان لائے اس کی نصرت کرے' وہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) ہے' اور یہ نہ سمجھا کہ اس طرح تو پھر لازم آئے گا: ''اگر محمد رسول اللہ صلعم زندہ ہوتے تو انہیں چارہ نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی اتباع کرتے یعنی مسیح موعود متبوع اور آقا ہوتے اور محمد رسول اللہ صلعم نعوذ باللہ متبع اور غلام ہوتے' یہ نتیجہ ایسا دقیق تو نہیں کہ انسان سمجھ نہ سکے' مگر جب ایک قوم اپنے نبی کو (اپنے نبی کی ہدایات کے مطابق' ناقل) سب نبیوں سے بڑھانا چاہتی ہو تو پھر سب کچھ حلال ہو جاتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کو ان نبیوں کے ذیل میں شامل کر دیا جن سے ایمان لانے اور نصرت کرنے کا اقرار لیا گیا تھا' گویا محمد رسول اللہ صلعم آج زندہ ہوتے تو مسیح موعود (مرزا غلام احمد) پر ایمان لاتے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے اور ہر ایک قسم کی اتباع اور نصرت کے لئے آپ کے احکام کی پیروی کو ذریعہ نجات سمجھتے (کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بقول ان کی بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اقویٰ اور اکمل اور اشد تھی' اور اپنے سے زیادہ قوی اور زیادہ کامل اور بڑی روحانیت والے کے احکام کی تعمیل کرنا ایک عام بات ہے۔ ناقل) کیا اس سے بڑھ کر محمد رسول اللہ صلعم کی کوئی ہتک متصور ہے؟ کیا اس سے صاف نظر نہیں آتا کہ محمد رسول اللہ صلعم کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی پوزیشن کو بدرجہا بلند کرنے اور ان کو ایک آقا کی حیثیت دینے میں نہایت جرأت سے کام لیا گیا۔'' (اور پھر یہ جرأت ایک آدھ بار نہیں کی گئی' بلکہ بار بار اسی کو دہرایا گیا۔ چنانچہ پندرہ عقیدے جن کو قادیانیوں نے سینکڑوں نہیں ہزاروں بار دہرایا اور اب تک انہیں مسلسل دہرایا جا رہا ہے' میں بھی اوپر نقل کر چکا ہوں۔ ناقل) (ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی لاہوری کا مضمون مندرجہ ''پیغام صلح'' لاہور جلد۲۲/ نمبر ۳۴ مورخہ ۷/ جون ۱۹۳۴ء بحوالہ قادیانی مذہب ص۳۳۹'۳۴۰)

۱۷:...... عقیدہ: قرآن کریم کی کسی آیت یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں یہ مضمون نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو: ''تو میرے بیٹے جیسا'' کہا ہو لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کو یہ ''شرف'' حاصل ہے کہ خدا ان سے فرماتا ہے: ''انت منی بمنزلۃ ولدی انت منی بمنزلۃ اولادی'' (یعنی تو مجھ سے بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے' تو مجھ سے بمنزلہ میری اولاد کے ہے)۔''

(دیکھئے تذکرہ صفحہ۴۳۶)

۱۸:...... عقیدہ: قرآن کریم کی کسی آیت یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں یہ مضمون بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ''کن فیکون'' کی طاقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہو' لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''کن فیکون'' کے اختیارات ان کو عطا فرمائے ہیں' چنانچہ مرزا قادیانی کا الہام ہے: ''اے مرزا! تیری شان یہ ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے' تو اس سے کہہ دے کہ ہو جا' پس وہ ہو جائے گی۔'' (تذکرہ ص ۵۲۵)

۱۹:...... عقیدہ: جناب مرزا غلام احمد قادیانی کو ان کے الہامات میں اور بھی بہت سی صفات عطا کی گئی ہیں' جو اسلامی لٹریچر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کی گئیں' مثلاً:

تو میرا ''الاعلیٰ'' نام ہے۔

(تذکرہ ص۳۳۸)

تو میری مراد ہے۔

(تذکرہ ص۸۳)

تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔

(تذکرہ ص۴۳۶)

(جاری ہے)

خبروں پر ایک نظر

نمبردارہ سسٹم کی بحالی

ملتان (محمد اسماعیل شجاع آبادی) ایک اطلاع کے مطابق پنجاب میں نمبردارہ سسٹم کی بحالی کا فیصلہ ہوچکا ہے۔ رحیم یار خان سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا راشد مدنی نے فون پر بتلایا کہ رحیم یار خان کے بعض چکوک میں قادیانی نمبرداری کے لئے کوشاں ہیں، جبکہ مسلمانانِ علاقہ قادیانی مرتدین کو نمبرداری کی حیثیت سے قبول کرنے کے لئے کسی صورت میں تیار نہیں۔ ڈی سی اوز کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے، اگر کسی چک یا بستی کا نمبردار کسی قادیانی کو بنایا جاتا ہے تو لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہوسکتا ہے، لہٰذا انتظامیہ کڑی نظر رکھے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں سے بھی درخواست ہے کہ وہ صوبہ بھر میں قادیانیوں پر نظر رکھیں اور کسی قادیانی کو نمبردار نہ بننے دیں۔

مجلس کے مقامی انتخابات ۳۰/ جمادی الثانی تک مکمل کرلئے جائیں

ملتان (محمد اسمٰعیل شجاع آبادی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے تمام مبلغین اور نظما انتخابات کو ہدایت کی ہے کہ وہ ۳۰/ جمادی الثانی ۱۴۲۷ھ تک مجلس کے مقامی انتخابات مکمل کرلیں۔ نیز مجلس عمومی کے اراکین کے نام، ولدیت اور ڈاک کا پتہ فارموں کی پشت پر مکمل تحریر کریں تاکہ ۲۲/ ستمبر کو آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے موقع پر ہونے والے مرکزی انتخاب میں شرکت کے لئے مجلس عمومی کے اراکین کو دعوت نامے جاری کئے جاسکیں۔ واضح رہے کہ ہر تین سال کے بعد مجلس کے مقامی و مرکزی انتخابات منعقد ہوتے ہیں، مرکزی انتخاب میں شرکت کے لئے مجلس عمومی کے اراکین مجاز ہوں گے۔ ممبرسازی کے مطابق کم از کم پچیس ممبروں پر ایک ممبر مجلس عمومی کے لئے منتخب کیا جاتا ہے، جب ممبران کی تعداد ۱۰۱ ہوجائے تو دوسرا ممبر، دوسوایک ہونے پر تین ممبر منتخب کئے جاسکیں گے۔

قرآن کریم کے اوراق کی بے حرمتی

ٹنڈوآدم (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کے رکن اور ممتاز عالم دین علامہ احمد میاں حمادی نے وارہ ضلع لاڑکانہ میں قرآن مجید کے نسخے پھاڑ کر گندے نالے میں ڈالنے اور توہین رسالت کے ملزم منور احمد کی عدم گرفتاری کی مذمت کرتے ہوئے توہین رسالت اور توہین قرآن کے واقعات کے سدباب اور ملزمان کی فی الفور گرفتاری کا مطالبہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وارہ کی جامع مسجد عیدگاہ سے رات گئے کسی بدبخت نے قرآن پاک کے سینکڑوں نسخے پھاڑ کر گندے نالے میں ڈال دیئے، جس سے لوگ سخت مشتعل ہیں۔ ایسا کرنا قرآن پاک کی توہین اور عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ نیز توہین رسالت کے مقدمہ میں نامزد ملزم منور احمد کو تاحال گرفتار نہ کرنا قادیانیوں کو ماورائے آئین مراعات فراہم کرکے ملک کو انتشار وانارکی کی راہ پر ڈالنا ہے۔ جب تک قادیانیوں کو توہین رسالت کے ارتکاب سے نہیں روکا جاتا، اس وقت تک ملک میں امن وامان کا قیام محال ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن مجید کی توہین کے واقعہ کی تحقیقات کرکے مجرم کو کیفرکردار تک پہنچانا اور توہین رسالت کے مقدمہ میں نامزد ملزم منور احمد کی فوری گرفتاری وقت کا تقاضا ہے جسے ہر صورت میں پورا کیا جانا چاہئے۔

مولانا محمد اکرم طوفانی کا تبلیغی دورہ

پنوں عاقل (مولانا محمد حسین ناصر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب عوامی ایکسپریس سے پنوں عاقل اسٹیشن پہنچے تو حافظ عبدالغفار ان کو پنوں عاقل دفتر ختم نبوت لائے، جہاں پر مجلس تحفظ ختم نبوت پنوں عاقل کے امیر قاری عبدالتواب الحسینی، سکھر ڈویژن کے مرکزی مبلغ مولانا محمد حسین ناصر، مولانا جاوید احمد، حافظ محمد فہیم، قاری مسعود احمد اور دوسرے علماء کرام نے حضرت طوفانی صاحب کا پرتپاک انداز میں استقبال کیا، ناشتہ اور کچھ آرام کے بعد یہ وفد سانگی تھری جانی شریف چلا گیا، جہاں پر حضرت طوفانی صاحب نے ڈیڑھ گھنٹہ بیان فرمایا، جمعہ کے عظیم اجتماع سے مولانا نے اپنے بیان میں فرمایا کہ عامر چیمہ شہید نے جرمنی کے اخبار کے ایڈیٹر کو جہنم رسید کرکے ایک مرتبہ پھر مسلمانوں کا سر فخر سے بلند کردیا ہے، لیکن ہمارے

حکمرانوں نے جس دھوکے سے عامر شہید کی لاش کو آناً فاناً دفن کیا' یہ حکمرانوں کی ذہنی طور پر امریکی غلامی کا ثبوت ہے' لیکن اس کے باوجود مسلمان اب بھی کسی گستاخ رسول کو برداشت نہیں کریں گے۔ مولانا نے اپنے بیان میں مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے مل کر جدوجہد کریں تو اسی میں اسلام' پاکستان اور امت مسلمہ کی بقا ہے' بعد نماز مغرب دفتر ختم نبوت نور مسجد میں جلسہ عام ہوا' جس میں مولانا محمد حسین ناصر' مولانا محمد راشد مدنی ٹنڈو آدم اور مولانا محمد اکرم طوفانی کا خطاب ہوا۔ علماء کرام نے کہا کہ قادیانی اپنے آقاؤں امریکا' برطانیہ اور یہود و نصاریٰ کی سرپرستی کے باوجود اپنی تمام تر سازشوں میں ناکام ہو رہے ہیں اور اس وقت اتنے قادیانی مسلمان ہو رہے ہیں کہ نام نہاد جماعت احمدیہ کو اپنی ساکھ بچانا مشکل ہو رہا ہے اور اگر ہمارے حکمران چناب نگر کی زمین جماعت احمدیہ کے نام سے ختم کر کے جو قادیانی جہاں رہائش پذیر ہے' اس کے نام کر دے' تو چناب نگر کے ہزاروں قادیانی اسی وقت مسلمان ہو جائیں گے۔ قادیانی اپنے بڑے پوپ اور نام نہاد خلیفوں کی بدمعاشیوں سے پریشان ہیں' نہ ان کی عزت محفوظ ہے' نہ مال' نہ اولاد' لیکن اگر وہ مسلمان ہوتے ہیں تو قادیانی غنڈے ان سے کہتے ہیں کہ یہ جگہ جماعت احمدیہ کے نام ہے' تم مسلمان ہو گئے' تو یہ جگہ خالی کرو' اگر جگہ نہیں چھوڑتے تو اسلام چھوڑو' ہمارے ملک کے صدر جو اپنے آپ کو سیّد کہتے ہیں' اگر واقعی وہ سیّد ہیں تو مسلمانوں کے اوپر یہ احسان کریں کہ چناب نگر کی زمین جماعت احمدیہ کے نام سے ختم کر کے جس جگہ جس کا مکان ہے' اس کے نام الاٹ کر دیں۔ آخر میں علماء کرام نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ ملک کے اندر امن و امان اور مہنگائی کو کنٹرول کرے' کہیں ایسا نہ ہو کہ غربت ختم کرنے کا نعرہ لگانے والے غریبوں کو ہی نہ ختم کر دیں۔

ختم نبوت کانفرنس لاہور

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز پیر طریقت سیّد نفیس الحسینی شاہ کی دعا سے ہوا۔ کانفرنس کی دو نشستیں منعقد ہوئیں' پہلی نشست بعد نماز مغرب علامہ مفتی محمد جبکہ دوسری نشست بعد نماز عشاء صاحبزادہ عزیز احمد کی صدارت میں ہوئی۔ کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' نوابزادہ منصور احمد' مفتی سعید احمد جلال پوری' جرمنی کے امیر مولانا مشتاق احمد' مولانا خان محمد قادری' مولانا عزیز الرحمٰن ثانی' مولانا فقیر اللہ اختر' مولانا ضیاء الحسن'

HB®
TRUSTABLE
MARK
Hameed® BROS JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

مولانا محبوب الحسن، مولانا محبوب شاہ، قاری نذیر احمد، قاری جمیل الرحمٰن، سیّد سلمان گیلانی، مولانا عبدالنعیم اور مولانا سجاد الٰہی سمیت دیگر علماء کرام نے شرکت کی۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا کہ انسان کی کامیابی کا راز اور دارومدار اسوہ رسول کی پیروی میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے، اسی میں ہی دنیا و آخرت کی کامیابی ہے، ہر ایک کے ساتھ رعایت ہوسکتی ہے مگر گستاخ رسول کے ساتھ کوئی رعایت نہیں ہوسکتی۔ مفتی سعید احمد جلال پوری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گستاخ رسول کی سزا، سزائے موت کو انتہا پسندی کہنے والے خود انتہا پسندی کا شکار ہیں، سزائے موت کا قانون اگر غلط اور انتہا پسندی ہے تو امریکا اور یورپی ممالک اپنے اپنے ملکوں سے سزائے موت کا قانون ختم کیوں نہیں کردیتے۔ نوابزدہ منصور نے کہا کہ کلیدی آسامیوں اور حساس اداروں میں موجود قادیانی امریکا، اسرائیل اور بھارت کو خفیہ معلومات فراہم کررہے ہیں، قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹائے بغیر ملک میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ جہاں کہیں بھی توہین رسالت کا ارتکاب ہوتا ہے، اس کے پس پشت قادیانی ٹولے کی سازش کارفرما ہوتی ہے۔ فتنہ قادیانیت کا خمیر ہی اہانت رسول سے اٹھا ہے، قادیانیت انگریز کا خودکاشتہ پودا ہے، برطانوی سامراج نے اسے اپنی سیاسی اغراض کی تکمیل کے لئے پیدا کیا اور آج قادیانیت امریکی سامراج کے ایجنٹ کا کردار ادا کررہے ہیں۔ مولانا نے مزید کہا کہ قادیانیت، اسلام کے بالکل متصادم ہے، قادیانیت کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ قادیانی اسلام دشمنی میں پیش پیش ہیں اور اسلام کے بنیادی عقیدہ، عقیدۂ ختم نبوت پر ضرب کاری لگا رہے ہیں، فتنہ قادیانیت کے خاتمہ تک تحریک ختم نبوت جاری رہے گی۔ مولانا نے مزید کہا کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے دشمن قادیانی ہیں، اگر امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر مکمل طور پر عملدرآمد ہوتا تو آج کسی کو گستاخی کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ مقررین نے اپنے اپنے خطابات میں شہید ناموس رسالت محمد عامر چیمہ کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا کہ عامر چیمہ سچا عاشق رسول تھا اور ہم سب شہید ناموس رسالت کے مشن کو جاری رکھیں گے۔

فتنہ قادیانیت کے خلاف رشید مرتضٰی نے نصف صدی سے زائد قانونی جنگ لڑی

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام وکیل ختم نبوت اور معروف قانون دان رشید مرتضٰی قریشی ایڈووکیٹ کی یاد میں تعزیتی سیمینار لاہور پریس کلب میں ممتاز عالم دین مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں مہمان خصوصی پیر طریقت حضرت سیّد نفیس شاہ الحسینی مدظلہ تھے۔ تعزیتی سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان شریعت کونسل کے سربراہ مولانا زاہد الراشدی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا، سینئر وکیل محمد اسمٰعیل قریشی، ظہیر احمد میر ایڈووکیٹ، ممتاز صحافی و دانشور صاحبزادہ طارق محمود، جامعہ اشرفیہ کے نائب مہتمم مولانا فضل الرحیم، جے یو آئی کے رہنما مولانا محمد امجد خان، جامعہ مدنیہ کے مہتمم مولانا محمود میاں، صاحبزادہ رشید احمد، مبلغ ختم نبوت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا عبدالرؤف فاروقی، میاں عبدالرحمٰن، مجیب الرحمٰن انقلابی، مولانا ذکاء الرحمٰن، سیّد سلمان گیلانی، قاری نذیر احمد اور ورلڈ پاسبان ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ علامہ محمد ممتاز اعوان، قاری محمد اقبال، مولانا ضیاء الحسن، مولانا سجاد الٰہی، مولانا ظفر اللہ شفیق نے وکیل ختم نبوت رشید مرتضٰی قریشی مرحوم کی دینی وملی اور قومی خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ ناموس رسالتؐ کے تحفظ وعقیدۂ ختم نبوت کے دفاع کے لئے رشید مرتضٰی قریشی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، جنہیں رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ مقررین نے کہا کہ رشید مرتضٰی قریشی نے ساری زندگی اسلام کی سربلندی کے لئے وقف کئے رکھی، انہوں نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے دفاع اور فتنہ قادیانیت کے خلاف نصف صدی سے زائد عدلیہ کے محاذ پر جو قانونی جنگ لڑی وہ بے مثال اور سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ مقررین نے فتنہ قادیانیت کی بڑھتی ہوئی ریشہ دوانیوں کی شدید مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ حکومت قادیانیوں سے متعلق کی گئی قانون سازی پر عمل درآمد کو موثر بنا کر قادیانی فتنہ کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کا نوٹس لے، تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے شہید ناموس رسالت غازی عامر چیمہ کی المناک شہادت اور اس ضمن میں حالیہ نئی تحقیقاتی رپورٹ کی روشنی میں غازی عامر چیمہ کی پُرتشدد شہادت پر شدید احتجاج کیا اور کہا کہ غازی عامر کا قاتل جرمن دنیا کی ایک چوتھائی قوم ڈیڑھ ارب مسلمانوں کا مجرم ہے۔ انہوں نے پورے عالم اسلام سے مطالبہ کیا کہ وہ غازی عامر چیمہ کے قاتلوں کی گرفتاری اور انہیں کیفر کردار تک پہنچانے تک قاتل جرمن کا مکمل سفارتی و اقتصادی بائیکاٹ کریں ورنہ اس بے حسی پر تاریخ ہمیں کبھی بھی معاف نہیں کرے گی اور نہ ہی کل قیامت کو شافع محشر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

مقررین نے حکومت پاکستان کے مجرمانہ کردار پر بھی شدید احتجاج کیا اور کہا کہ توہین رسالت کے واقعہ اور غازی عامر چیمہ کی المناک شہادت پر نہ تو جرمن حکومت سے باضابطہ احتجاج کیا گیا اور نہ ہی سفارتی و اقتصادی تعلقات منقطع کئے گئے جو انتہائی مجرمانہ کردار ہے۔ مقررین نے حدود آرڈی نینس کے خلاف حکومتی، یہودی اور قادیانی لابی کی سازشوں کی شدید مذمت کی اور کہا کہ غیور مسلمان اسلامی معاشرہ کو مغربی معاشرہ بنانے والے امریکی ایجنٹ حکمرانوں کے تمام مذموم عزائم خاک میں ملا دیں گے اور اس ضمن میں ان کی کسی سازش کو ہرگز کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ آخر میں ایک قرارداد میں کہا گیا کہ ناموس رسالت مسلمانوں کے لئے ایک حساس ترین مسئلہ ہے۔ عالمی سطح پر اس کے لئے قانون بنایا جائے اور توہین رسالت کو بین الاقوامی جرم قرار دیا جائے، نیز توہین رسالت کے مرتکب توہین آمیز خاکے شائع کرنے والوں کو کڑی سزا دی جائے، بصورت دیگر غازی علم الدین، غازی عامر چیمہ شہید پیدا ہوں گے اور جن کا راستہ کوئی نہیں روک سکے گا۔

فتنہ قادیانیت کی بڑھتی ہوئی ریشہ دوانی اوران کو پنپنے سے روکا جائے: علماء کرام

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام طلبا تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کنونشن جامعہ قاسمیہ رحمٰن پورہ لاہور میں حضرت مولانا سجاد الٰہی کی زیرصدارت میں منعقد ہوا، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالرحمٰن، مولانا سعید عابد، مولانا محمد شفیق، مولانا محمد عدنان، مولانا ابوبکر اور دیگر نے شرکت کی۔ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کا اولین فرض ہے اور فتنہ قادیانیت کی بڑھتی ہوئی ریشہ دوانی اوران کو پنپنے سے روکا جائے۔ حکومت کا اولین فرض بنتا ہے کہ جن علاقوں میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں پائی جاتی ہیں، ان کا سختی سے نوٹس لے تاکہ وہاں فلاح و بہبود کے نام پر مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ پر ڈاکا زنی کرنے والی قادیانی این جی اوز اپنے مذموم و مخصوص مقاصد حاصل نہ کرسکیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف بین الاقوامی قادیانی سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ مولانا نے مزید کہا کہ قادیانی توتوں، سیکولر طاقتوں اور دین دشمن لابیوں کے ناپاک عزائم کے آگے زبردست رکاوٹ بنیں گے۔ حکومت قادیانی جماعت پر آئین سے غداری اور انحراف کے مقدمات قائم کرے اور قادیانیوں کو اسلامی شعائر کے استعمال سے روکے۔ امریکا اور یورپی طاقتیں روشن خیالی اور اعتدالی پسندی کے نام

مساجد کے لئے
خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ:
این آر ایونیو، نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری، ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

نہاد ایجنڈے پر سب کچھ قربان کرنے کے باوجود مسلمانوں کے دلوں سے عشق رسالت اور ایمانی و جہادی جذبات ختم نہیں کرسکیں' گھناؤنی سازشوں اور خفیہ منصوبوں کے تحت قانون تحفظ ناموس رسالت اور قادیانیت کے خلاف پارلیمنٹ' ہائیکورٹ' سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالتوں کے فیصلوں کو گہری سازش کے ذریعہ ختم کرنے کی کوشش ہورہی ہے' جس کو امت مسلمہ کسی صورت برداشت نہیں کرسکتی۔ مولانا نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ سول اور فوج کے تمام عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے' کیونکہ یہ ملک کے اہم اور ایٹمی راز چوری کرکے امریکا و اسرائیل کی جاسوسی کررہے ہیں اور ملکی خزانہ سے فتنہ قادیانیت کو پروان چڑھا رہے ہیں۔ قادیانی تنخواہ پاکستان سے لیتے ہیں اور ڈیوٹیاں اغیار کی دیتے ہیں' حکومت امتناع قادیانیت ایکٹ پر بھی فوری اور موثر عملدرآمد کرائے۔

مرکزی رہنماؤں کا بلوچستان کا تبلیغی دورہ

بلوچستان (رپورٹ: ابوسفیان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ اپنے دو رفقاء اور مرکزی مبلغین مولانا اللہ وسایا اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی معیت میں چار روزہ تبلیغی و تنظیمی دورہ پر کوئٹہ تشریف لائے۔ ۹/ جون کو جمعۃ المبارک کا خطبہ انہوں نے جامع مسجد قندھاری بازار میں دیا۔

ختم نبوت کانفرنس لورالائی

مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کوئٹہ مجلس کے امیر مولانا عبدالواحد کی قیادت میں لورالائی تشریف لے گئے۔ مجلس لورالائی کے دیرینہ خادم و کارکن اور ذمہ دار خواجہ محمد اشرف نے اپنے رفقاء سمیت مجلس کے رہنماؤں کا استقبال کیا' بعد نماز عصر مرکزی جامع مسجد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی' جو عشاء کی نماز تک جاری رہی۔ کانفرنس کی صدارت قاری ممتاز احمد مقامی امیر نے کی' جبکہ کانفرنس سے مقامی علماء کرام کے علاوہ مجلس بلوچستان کے مبلغ مولانا نثار احمد' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا عبدالواحد نے خطاب کیا۔ مولانا عبدالواحد پشتو زبان کے شعلہ بیان مقرر ہیں' ان کی تقریر کے دوران سامعین کے بدن میں ایمان کی حرارت شعلہ زن ہوجاتی ہے' کانفرنس میں مقامی علماء کرام نے بھرپور طریقہ سے شرکت کی۔ اگلے دن مہمانانِ گرامی نے مقامی مدارس کا دورہ کیا' اور علماء کرام سے دعائیں لیں۔

ختم نبوت کانفرنس ژوب

۱۰/ جون کو مجلس کے رہنماؤں کا قافلہ مقامی رفقاء کی معیت میں ژوب کے لئے روانہ ہوا' تقریباً چار گھنٹے سفر کے بعد ژوب پہنچا۔ ژوب (فورٹ سنڈیمن) مولانا شمس الدین شہید کا علاقہ ہے' مقامی مجلس کے عمائدین الحاج شیخ غلام حیدر' حاجی محمد اکبر نے اپنے رفقاء سمیت قائدین کا ژوب سے بیس کلو میٹر پہلے استقبال کیا۔ جہاں قائدین کے اعزاز میں حاجی محمد اکبر نے ظہرانے کا بندوبست کیا ہوا تھا' جس میں مجلس کے مرکزی اور صوبائی رہنماؤں کے علاوہ مولانا اللہ داد کاکڑ اور لورالائی کے قاری امتیاز احمد سمیت علماء کرام نے شرکت کی۔ قبل از نماز عصر مجلس کے زیر اہتمام چلنے والے مکتب مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت سے ناظرہ قرآن پاک ختم کرنے والے بارہ بچوں کی تکمیل قرآن کی تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب کے شرکاء سے فضائل وعظمت قرآن کے عنوان پر مولانا اللہ وسایا نے مختصر اور جامع خطاب فرمایا اور بچوں میں تحائف تقسیم کئے۔ بعد نماز عصر مرکزی جامع مسجد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت شیخ غلام حیدر مقامی امیر نے کی' جبکہ کانفرنس سے مقامی علماء کرام کے علاوہ مولانا نثار احمد' مولانا عبدالواحد' مولانا اللہ وسایا اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ کانفرنس میں ژوب میں تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا شمس الدین شہید' حاجی محمد علی' حاجی محمد عمر کو خراج تحسین پیش کیا اور بلوچستان کے عوام کو این جی اوز کی شکل میں قادیانیوں اور عیسائیوں کی سازشوں سے باخبر کیا گیا۔

ختم نبوت کانفرنس کوئٹہ

کوئٹہ مجلس کے زیر اہتمام جامع مسجد طوبیٰ میں ۱۱/ جون کو عشاء کی نماز کے بعد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی' جس کی صدارت مولانا عبدالواحد نے کی' جبکہ مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن قاری انوار الحق حقانی نے افتتاحی واستقبالیہ کلمات کہے' جبکہ مولانا نثار احمد اور قاری عبداللہ منیر نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض سر انجام دیئے۔ کانفرنس سے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا عبدالغفور حقانی نے خطاب کیا۔ کانفرنس عشاء کے بعد سے شروع ہوکر رات ایک بجے تک جاری رہی۔ کانفرنس کے انتظامات میں مقامی جماعتی رفقاء مولانا عبدالواحد' قاری عبدالرحیم رحیمی' حاجی تاج محمد فیروز' قاری محمد عبداللہ منیر' حاجی خلیل احمد' مولانا نثار احمد' عبدالولی خان' بھائی یاسین' حافظ خادم حسین گجر نے دن رات کوششیں کی۔ مقررین نے کہا کہ ۱۹۵۲ء میں مرزائی جماعت کے دوسرے لاٹ پادری مرزا بشیر الدین محمود نے کوئٹہ میں اپنے رفقاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ ۱۹۵۲ء کو ہاتھ سے نہ جانے دو' کم از کم ایک صوبہ بلوچستان پر تمہاری حکومت قائم ہوجائے' تو عالمی مجلس

تحفظ ختم نبوت کے بانی امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے چنیوٹ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ۱۹۵۲ء تمہارا ہے تو ۱۹۵۳ء ہمارا ہے۔ چنانچہ شاہ جیؒ نے اپنے گرامی قدر رفقاء خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ کو کوئٹہ بھیجا، مذکورہ بالا حضرات نے بلوچستان کے علماء کرام کو متوجہ کیا، مجلس کی تشکیل ہوئی، الحمدللہ! مجلس ۱۹۵۲ء سے بلوچستان میں مصروف عمل ہے اور انشاء اللہ العزیز قادیانیت کے خاتمہ تک مجلس میدان میں ڈٹی رہے گی، علماء کرام نے مقامی عاملہ وشوریٰ اور کارکنوں کو مبارکباد پیش کی۔

عظمت قرآن کریم وتحفظ ختم نبوت کانفرنس

۱۲/ جون کو مدرسہ ضیاء القرآن سیٹلائٹ ٹاؤن میں عظیم الشان عظمتِ قرآن وتحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت استاذ العلماء مولانا شریف اللہ خان نے کی، کانفرنس عصر سے عشاء تک جاری رہی، کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں مولانا عزیزالرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا نثار احمد، مجلس علماء اہلسنت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عبدالغفور حقانی کے علاوہ مقامی علماء کرام نے خطاب کیا، جبکہ قاری ابراہیم کانسی نے تلاوت اور قائم الدین نے نعت پیش کی۔ علماء کرام نے کہا کہ قرآن پاک کا ایک ایک حافظ ختم نبوت کی مستقل دلیل ہے، انہوں نے کہا کہ حفاظ قرآن بھی قیامت تک رہیں گے اور قرآن پاک بھی قیامت تک رہے گا، دنیائے کائنات کی کوئی طاقت قرآن، حفاظ قرآن اور عقیدہ ختم نبوت کو ختم نہیں کرسکتی۔ علماء کرام نے سامعین سے اپیل کی کہ وہ قرآن پاک خود پڑھیں، اپنے بچوں کو پڑھائیں، حافظ بنائیں اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کمربستہ رہیں۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ مدرسہ کے مہتمم اور مجلس کوئٹہ کے ناظم تبلیغ مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین کے اعزاز میں پرتکلف عشائیہ کا انتظام کیا اور سامعین کی بھی پرتکلف کھانے سے تواضع کی گئی۔

ایک عبرتناک واقعہ

۱۱/۱۲ جون ۲۰۰۶ء کو کوئٹہ میں ختم نبوت کانفرنس تھی، مقامی مجلس کے نائب امیر قاری عبداللہ منیر نے ملاقات میں ایک عبرتناک واقعہ سنایا۔ قاری صاحب نے بتلایا کہ مجھے چار پانچ نوجوان ملے، جن کے چہروں پر خوبصورت داڑھیاں تھیں، انہوں نے بتلایا کہ ہم فلاں محکمہ میں ملازم ہیں، ہمارے ساتھ پنجاب کے ضلع سیالکوٹ کے ایک نوجوان دفتر میں ملازم تھا، اسے اچانک دل کا دورہ پڑا، ہسپتال لے جایا گیا وہ جانبر نہ ہوسکا اور انتقال کرگیا۔ انہوں نے بتلایا کہ مرحوم کے گھر کا ایڈریس معلوم نہیں تھا، اس کو غسل دے کر اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور اسے امانتاً کوئٹہ کے قبرستان میں دفن کردیا گیا۔ بعدازاں مرحوم کے والدین اور عزیز و اقارب بھی آگئے اور انہوں نے کاغذات کی تکمیل کے بعد میت آبائی علاقہ میں لے جانے کے لئے قبر کشائی کی اور تابوت کا ڈھکنا کھولا گیا تو اس کے رخساروں پر چھوٹے چھوٹے کیڑے نظر آنے لگے، لکڑی کے ساتھ ان کیڑوں کو ہٹایا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ بچھو تھے، جو اس کے رخساروں سے چمٹے ہوئے تھے۔ تحقیق وتفتیش کے بعد پتا چلا کہ وہ داڑھی منڈواتا تھا۔ یہ واقعہ سنت رسول پر تیشہ زنی کرنے والوں کے لئے باعث عبرت ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے دین کیلئے سب سے زیادہ تڑپ رکھنے والے تھے

مانسہرہ (پ ر) اللہ کے دین کے لئے سب سے زیادہ تڑپ رکھنے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی نے جامع مسجد صدیق اکبرؓ میں عظمت سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ پتھروں سے جسم کے زخمی ہونے کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ توحید کو بلند کیا، توحید کا نور جب وادی مکہ میں چمکا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ آکر ملتے گئے اور ہدایت کے ستارے بن گئے۔ اس ہدایت یافتہ گروہ نے حق کا اس انداز میں ساتھ دیا کہ جانوں پر کھیل گئے، وطن چھوڑ دیا، گھر سے بے گھر ہوگئے، دنیا کی وادی وادی میں گھوم کر اسلام کے پرچم کو بلند کیا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ دور میں مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے اندر جذبہ ایمانی پیدا کریں۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

عرضِ حال

بحضور محبوبِ باری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دُعا ہے
اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نِکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

وہ دین ہوئی بزمِ جہاں جس سے چراغاں
اب اُس کی مجالس میں نہ بتی نہ دِیا ہے

وہ دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہبان
اب اُس کا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے

فریاد ہے اے کشتئ اُمت کے نگہبان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نِسبت بہت اچھی ہے اگر حال بُرا ہے

دولت ہے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے
اِک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مِٹ جائے نہ آخر
مُدت سے اِسے دورِ زماں میٹ رہا ہے

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اِس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم خدا ہے

کل دیکھئے پیش آئے غلاموں کو ترے کیا
اب تک تو ترے نام پہ اِک ایک فدا ہے

گر دین کو جوکھوں نہیں ذلت سے ہماری
اُمت تیری ہر حال میں راضی برضا ہے

از مولانا حالی

[illegible]

بمقام جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر

کورس رد قادیانیت و عیسائیت

نامور علماء ◉ مناظرین و ماہرین فن لیکچر دیں گے انشاء اللہ

زیر سرپرستی
خواجہ خواجگان مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم
مخدوم العلماء پیر طریقت حضرت قبلہ **شاہ نفیس الحسینی** صاحب دامت برکاتہم

بتاریخ **یکم تا ۲۵ شعبان ۱۴۲۷ھ**
26 اگست تا 19 ستمبر 2006ء

- کورس میں شرکت کے لئے کم از کم ◉ درجہ رابعہ ◉ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔
- شرکاء کورس کو کاغذ، قلم، خوراک، وظیفہ اور کتب رد قادیانیت کا سیٹ دیا جائے گا۔
- کورس کے امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی اور بہتر پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی۔
- کورس میں داخلہ کے لئے سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی سند کی فوٹو کاپی لف ہو۔
- اپنی ضرورت اور موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
- پتہ ترسیل درخواست: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

زیر اہتمام **عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت** ◉ **چناب نگر** ◉ چنیوٹ ضلع جھنگ
فون: 047-6212611